سُورۂ ہُود علیہ السلام

ربط سورۂ ہود کو سورۂ یونس سے دو طرح کا ربط ہے اول ربط نامی۔ سورۂ یونس میں جس طرح مسئلہ توحید کو بیان کیا گیا ہے اور شرک اعتقادی (شرک فی التصرف، شرک فی العلم) اور شرک فعلی کا جس انداز سے رد کیا گیا ہے جب تم اسکو اسی انداز سے بیان کرو گے تو تم مشرکین کی طرف سے طعن و ملامت کا نشانہ بنو گے جس طرح حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی قوم نے مسئلہ توحید بیان کرنے پر طرح طرح کے طعنے دیئے جیسا کہ اسی سورت کے چوتھے رکوع میں ہے۔ قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ الخ اور اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ۔ دوم معنوی ربط۔ جس کی تین تقریریں ہیں۔

(۱) سورۂ یونس کے آخر میں فرمایا اِتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓى اِلَیْكَ اب سورۂ ہود کی ابتداء میں فرمایا كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ یعنی وہ مَا یُوْحٰى یہ کتاب محکم ہے اسی کی پیروی کرو۔

(۲) سورۂ یونس میں دلائل عقلیہ سے ثابت کر دیا گیا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں اور اب سورۂ ہود میں کہا جائے گا جب اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں تو حاجات میں مافوق الاسباب صرف اللہ ہی کو پکارو کیونکہ اس کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ غیر اللہ کی پکار کا مسئلہ اگرچہ سورۂ یونس میں بھی مذکور ہے مگر اس میں زیادہ زور دلائل پر ہے اور سورۂ ہود میں زیادہ زور غیر اللہ کی پکار سے ممانعت پر ہے اس طرح پکار کی نفی سورۂ ہود کا موضوع ہے۔

(۳) سورۂ یونس میں دعوائے توحید پر صرف عقلی دلائل پیش کئے گئے اب سورۂ ہود میں دلائل نقلیہ ذکر کئے جائیں گے۔ جب اس سورت میں دعوائے توحید دلائل عقلیہ و نقلیہ سے مدلل ہو جائے گا تو کہا جائے گا کہ دعویٰ تو بالکل واضح اور ثابت ہے لیکن مشرک ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔

خلاصہ سورت کی ابتداء میں چار دعوے مذکور ہیں۔

پہلا دعویٰ ——— صرف اللہ ہی کو پکارو

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ خالصۃً صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ دعوائے نبوت ہے یہ جملہ معترضہ ہے۔ یعنی میں اسی مسئلہ (اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ) کے لئے نذیر و بشیر بن کر آیا ہوں۔ یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا الخ بشارت دنیوی و اخروی ہے۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ ——— تا ——— وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تخویف اخروی ہے۔

دوسرا دعویٰ ——— اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

اَلَآ اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ ——— تا ——— كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے ساری کائنات کے ذرے ذرے کو جانتا ہے اور زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الخ جب ساری کائنات کا خالق و مالک ہی وہی ہے تو پھر اس سے کیا چیز مخفی ہوگی؟ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اور لَیَقُوْلُنَّ مَا یَحْبِسُهٗ شکوے ہیں اَلَا یَوْمَ یَاْتِیْهِمْ الخ جواب شکوی ہے۔ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ ——— تا ——— اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ زجر ہے اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا الخ بشارت اخروی ہے۔

تیسرا دعویٰ ——— مَا یُوْحٰى کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓى ——— تا ——— وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ (ع ۲) جب آپ مسئلہ توحید کھول کر بیان کریں گے تو مشرکین کی طرف سے آپ پر تکلیفیں آئیں گی اور مطاعن کی بھرمار ہوگی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکین کی باتیں سن کر آپ دل برداشتہ ہو جائیں اور مسئلہ توحید کے کسی پہلو یا کسی حصے کی تبلیغ نہ کریں۔ مشرکین اپنے خبث باطن کا اپنی زبانوں سے اظہار کرتے رہیں گے آپ ان کی پرواہ نہ کریں اور پوری استقامت اور جرأت کے ساتھ مسئلہ توحید کی کماحقہٗ تبلیغ فرماتے رہیں۔ اگر مشرکین نہیں مانتے اور ضد و عناد سے انکار ہی کرتے ہیں تو آپ غم نہ کریں آپ کا کام صرف تبلیغ ہے آپ وہ کرتے رہیں منوانا آپ کے فرائض میں شامل نہیں۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ (ع ۲) یہ شکوی ہے اور قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ الخ جواب شکوی ہے۔ اگر بقول منکرین یہ قرآن آپ کا خود ساختہ ہے تو انہیں چیلنج کر دیں کہ اگر میں ایسا قرآن بنا سکتا ہوں تو تم بھی اہل لسان ہو اپنی پوری طاقت اور اپنے تمام ذرائع و وسائل بروئے کار لا کر اس قرآن جیسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ اور اپنے دعوے کی صداقت ثابت کرو۔ فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ الخ متعلق بجواب شکوی مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ——— تا ——— وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (ع ۲) زجر مع تخویف اخروی۔

چوتھا دعویٰ ——— مسئلہ بالکل واضح ہے، معاندین بوجہ عناد نہیں مانتے

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَیَتْلُوْهُ ——— تا ——— وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ (ع ۲) مسئلہ توحید بالکل واضح تھا عقل سلیم رکھنے والوں کے لئے اس میں شک و شبہہ کی گنجائش نہ تھی کیونکہ عقلی دلائل اس کی تائید میں ہیں، اللہ کی کتاب قرآن اسکے حق میں بیان دے رہی ہے اور اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات جو تمام انبیاء بنی اسرائیل کیلئے دستور العمل تھی اس میں بھی یہ مسئلہ واضح اور روشن کیا گیا ہے لہٰذا مسئلہ توحید سراپا حق ہے مگر اس کے باوجود اکثر لوگ محض ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس کو نہیں مانتے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى ——— تا ——— فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ۔ زجر ہے اور منکرین معاندین کے لئے سخت وعید اور شدید تخویف اخروی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ عاجزی کرنے والوں اور رغبت کے ساتھ ماننے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے سات قصے مذکور ہیں

جو پہلے تین دعووں کے ساتھ بطریق لف ونشر مرتب متعلق ہیں۔ اور ان کے بعد ایک آیت چوتھے دعوے سے متعلق ہے۔

پہلا قصہ ——— متعلق بدعوئ اُولیٰ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ (ع ۳) ——— تا ——— ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ یہ حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی تمہارا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اس لئے صرف اسی کو پکارو اَلَّا تَعْبُدُوْآ اِلَّا اللّٰہَ۔ قصے کے ضمن میں اور بہت سی باتیں مذکور ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ، قوم کے مطاعن واعتراضات، مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا الخ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے مطاعن کا معقول جواب یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ الخ اور کچھ ضمنی سوالات کے جوابات وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ (ع ۳) شکوی وجواب شکوی بطور جملہ معترضہ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ پھر وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا (ع ۴) سے تا آخر قصہ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے اور ایمان والوں کو کشتی میں سوار کرنے کا حکم دینے، مشرکین کو مع فرزند نوحؑ غرق آب کرنے اور کشتی نوحؑ کو صحیح سلامت جودی پہاڑ پر لگانے اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے بیٹے کے بارے میں سوال وجواب وغیرہ کا ذکر ہے۔ قصہ کے آخر میں بطور جملہ معترضہ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْكَ الخ (ع ۴) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلیل پیش کی گئی۔

دوسرا قصہ ——— نیز متعلق بدعوی اولی

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا (ع ۵) ——— تا ——— اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ (ع ۵) یہ حضرت ہود علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ انہوں نے اپنی قوم کو جو پیغام دیا تھا وہ یہ ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ الخ اور یٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ (ع ۵) اے میری قوم! صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو کیونکہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور شرک وکفر سے سچی توبہ کرو۔ قوم نے مختلف قسم کے طعنے دیئے، کبھی کہا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ الخ اور کبھی یوں گویا ہوئے اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ آخر میں معاندین اور منکرین قوم ہود علیہ السلام کی تباہی وبربادی کا ذکر ہے۔

تیسرا قصہ ——— نیز متعلق بدعوی اولی

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ——— تا ——— اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ (ع ۶) حضرت صالح علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے جیسا کہ فرمایا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ... فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ اے میری قوم! صرف ایک اللہ کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں..... اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو اور گناہوں سے سچی توبہ کرو۔ میرا رب رگ حیات سے قریب تر اور پکاریں اور فریادیں سننے والا ہے۔ اس کے بعد حضرت صالح علیہ السلام اور قوم کے مابین کچھ سوال وجواب کا سلسلہ ہے اور آخر میں مکذبین قوم کا انجام بد مذکور ہے۔

چوتھا قصہ ——— متعلق بدعوی ثانیہ

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی ——— تا ——— اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ (ع ۷) یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو انسانی شکلوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیٹے کی خوشخبری دینے کیلئے بھیجا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو دیکھ کر انہیں آدمی سمجھا اور ان سے علیک سلیک کے بعد فوراً ان کے کھانے کا انتظام کرنے کیلئے گھر تشریف لے گئے، بہت جلد کھانا تیار کرا کر لے آئے اب فرشتوں نے بتایا کہ وہ فرشتے ہیں اور اللہ کی طرف سے انہیں بیٹے کی خوشخبری دینے اور قوم لوط پر عذاب الٰہی لے کر آئے ہیں۔ اس واقعہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام، آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت سارہ اور فرشتوں سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو انسانی شکلوں میں دیکھ کر انہیں پہچان نہ سکے اور جب وہ نووارد مہمانوں (فرشتوں) کے لئے کھانا تیار کرانے کی غرض سے گھر گئے تو فرشتوں کو اس کا پتہ نہ چل سکا ورنہ وہ فوراً ان کو منع کر کے ان پر حقیقت حال واضح کر دیتے، علیٰ ہذا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر پہنچے اور حضرت سارہؓ کو کھانا تیار کرنے کے بارے میں فرمایا تو انہوں نے بھی نہ بتایا کہ جن مہمانوں کیلئے آپ کھانا تیار کرا رہے ہیں وہ تو فرشتے ہیں اور کھانا نہیں کھائیں گے۔

پانچواں قصہ ——— نیز متعلق بدعوی ثانیہ

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ ——— تا ——— وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ (ع ۷) یہ حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر فرشتے نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان کی قوم چونکہ نہایت بدکردار تھی اور خلافِ فطرت فعل اور عادت بد کی عادی تھی اس لئے وہ گھبرائے اور غمگین ہوئے کہ کہیں قوم کے غنڈے عناصر ان کے معزز مہمانوں کی بے عزتی کرنے پر نہ اتر آئیں اور انہیں مہمانوں کی وجہ سے رسوائی کا سامنا کرنا پڑے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ان مہمانوں کا پتہ چلا تو دوڑتے ہوئے آئے اور شرارت کا ارادہ کیا ادھر حضرت لوط علیہ السلام انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں جب وہ قوم سے مایوس ہو گئے اور معاملہ ان کے اختیار سے باہر ہونے لگا تو اب فرشتوں نے حقیقت حال سے پردہ اٹھایا اور حضرت لوط علیہ السلام سے کہا آپ ہمارا غم نہ کریں ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں یہ ہمارا اور آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہم ان پر عذاب لے کر آئے ہیں اور صبح تک ان کو نیست ونابود کر دیا جائے گا۔

حضرت لوط علیہ السلام فرشتوں کی باتیں سن کر مطمئن ہو گئے اور ان کی گھبراہٹ جاتی رہی۔ یہ واقعہ حضرت لوط علیہ السلام سے علم غیب کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے مہمان انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں اگر انہیں پہلے ہی سے معلوم ہوتا کہ وہ فرشتے ہیں تو انہیں گھبرانے اور غم کھانے کی کیا ضرورت تھی۔

چھٹا قصہ ——— نیز متعلق بدعوی اولی

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ——— تا ——— اَلَا بُعْدًا لِّمَدْیَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ (ع ۸) یہ حضرت شعیب علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ اپنی قوم سے ان کا خطاب اولیں یہی تھا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اے میری قوم! صرف اللہ کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں۔ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ اور اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور کفر و شرک اور لوگوں کی حق تلفی سے سچی توبہ کرو۔ مگر قوم ضد و عناد کی وجہ سے کفر و انکار پر ڈٹی رہی آخر عذاب خداوندی سے ہلاک کردی گئی۔

ساتواں قصہ ——— متعلق بدعوی ثالث

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ——— تا ——— بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ (ع ۹) یہ حضرت موسی علیہ السلام کا واقعہ ہے اور تیسرے دعوے سے متعلق ہے۔ جس طرح مسئلہ توحید کی وجہ سے حضرت موسی علیہ السلام پر مصیبتیں اور تکلیفیں آئیں اسی طرح آپ پر بھی آئیں گی اس لئے گھبرائیں نہیں بلکہ ہمت اور استقلال سے اپنا فریضہ تبلیغ ادا کئے جائیں۔ اس کی تفصیل سورۂ اعراف ص حاشیہ م میں گذر چکی ہے۔ اس کے بعد ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی الخ سے تمام مذکورہ قصوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ان اقوام باغیہ کو ہم نے ہلاک کرکے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہیں اپنے کئے کی سزا دی گئی اور پھر جن معبودانِ باطلہ کی مدد پر ان کو بھروسہ تھا ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ آیا۔

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ ——— تا ——— اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (ع ۹) معاندین اور اشقیاء کے لئے تخویف اخروی ہے اور وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا الخ ماننے والوں کیلئے بشارت اخروی ہے۔ فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّمَّا یَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے۔ شرک سراسر باطل اور توحید سراپا حق ہے اور یہ بات اس قدر روشن اور واضح ہے کہ اس میں شک و ریب کی کوئی گنجائش نہیں۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ (ع ۱۰) یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر قرآن اللہ کی کتاب ہوتی تو سب لوگ اسے مان لیتے اور کوئی بھی اس سے اختلاف نہ کرتا جواب دیا گیا کہ کتاب کے بارے میں لوگوں کا اختلاف اس کے باطل ہونے کی دلیل نہیں۔ کیا موسی علیہ السلام کو ہم نے جو کتاب (تورات) دی تھی اس میں اختلاف نہیں کیا گیا۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ یہ بھی سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے اگر ہم نہیں مانتے اور کتاب میں اختلاف کرتے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا حالانکہ نہ ماننے پر ہمیں بار بار عذاب کی دھمکیاں سنائی جاتی ہیں، جواب دیا گیا کہ عذاب کے لئے اللہ کے نزدیک ایک وقت مقرر ہے اس لئے وہ اپنے وقت پر آئے گا اور ضرور آئے گا۔ اگر عذاب کے لئے وقت مقرر نہ ہوتا تو یہ کب کے ہلاک کئے جا چکے ہوتے۔

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔ چاروں دعوے اور ان سے متعلقہ سات قصے بیان ہو چکے اور سوال و جواب اور تخویف وغیرہ کا ذکر ہو چکا تو اب سورت کے تمام مضامین کے بعد ان پر پانچ امور متفرعہ کا ذکر کیا گیا (۱) فَاسْتَقِمْ یعنی اپنے مسئلہ پر قائم رہو (۲) وَلَا تَطْغَوْا اس سے سرتابی نہ کرو (۳) وَلَا تَرْكَنُوْٓا اور مشرکین کی طرف میلان نہ کرو۔ (۴) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ الخ امر مصلح نماز پنجگانہ قائم کرو (۵) وَاصْبِرْ اور مصائب و مشکلات کا صبر و استقلال سے مقابلہ کرو۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِیُهْلِكَ الْقُرٰی الخ تخویف دنیوی ہے وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ آخر میں بطور لف و نشر غیر مرتب سورت کے چاروں دعووں کا بالاختصار اعادہ ہے۔ وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ میں دوسرے دعوے کا اعادہ ہے، فَاعْبُدْهُ میں پہلے دعوے کا، وَتَوَكَّلْ عَلَیْهِ میں تیسرے دعوے کا اور وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ میں چوتھے دعوے کا اعادہ ہے۔

مختصر خلاصہ

سورت کے ابتدائی حصہ میں چار دعوے مذکور ہیں پہلا دعوی اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ الخ صرف اللہ تعالی ہی کو پکارو اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور سچی توبہ کرو۔ دوسرا دعوی اَلَآ اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ الخ (ع ۱) صرف اللہ تعالی ہی عالم الغیب ہے ساری کائنات کا ذرہ ذرہ اس پر آشکار ہے۔ تیسرا دعوی فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓی الخ (ع ۲) مشرکین کے طعن و تشنیع سے آپ آزردہ خاطر ہو کر تبلیغ توحید میں کوتاہی نہ کریں۔ چوتھا دعوی۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ الخ (ع ۲) مسئلہ توحید بالکل واضح اور روشن ہے اس میں شک و شبہہ کی گنجائش نہیں لیکن معاندین ضد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ مذکورہ چاروں دعووں کے درمیان زجریں، شکوے، تخویفیں اور بشارتیں بھی حسب موقع مذکور ہیں۔

اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے سات قصے مذکور ہیں جو بطور لف و نشر مرتب مذکورہ دعووں سے متعلق ہیں۔ پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ (ع ۳ تا ع ۴) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی صرف اللہ کو پکارو اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ دوسرا قصہ حضرت ہود علیہ السلام کا ہے وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا (ع ۵) یہ قصہ بھی پہلے دعوے ہی سے متعلق ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ تیسرا قصہ حضرت صالح علیہ السلام کا ہے وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا (ع ۶) یہ قصہ بھی پہلے دعوے ہی سے متعلق ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ۔ چوتھا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی الخ (ع ۷) یہ واقعہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں نہ فرشتے، نہ انبیاء علیہم السلام اور نہ اولیاء کرام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو نہ پہچان سکے اور فرشتوں کو بھی علم نہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے لئے کھانا پکوانے جا رہے ہیں اور آپ کی زوجہ مطہرہ جو ولیہ تھیں انہیں بھی پتہ نہ چل سکا کہ وہ فرشتوں کے لئے کھانا پکا رہی ہیں۔ پانچواں قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِھِمْ الخ (ع ۷) یہ واقعہ بھی دوسرے دعوے سے متعلق ہے حضرت لوط علیہ السلام بھی فرشتوں کو نہ پہچان سکے اور ان کی وجہ سے غمگین ہوئے۔
چھٹا واقعہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا (ع ۸) یہ قصہ بھی پہلے دعوے سے متعلق ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ساتواں قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا الخ (ع ۹) یہ قصہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے تبلیغ توحید کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح انہیں برداشت کریں اور فریضۂ تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔

فَلَا تَکُ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّمَّا یَعْبُدُ ھٰٓؤُلَآءِ (ع ۹) یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے یعنی مسئلہ توحید میں شک کی کوئی گنجائش نہیں اور مشرکین کے پاس باپ دادا کی رسم و رواج کے سوا کوئی دلیل نہیں وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْہِ اور وَلَوْلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ الخ (ع ۱۰) دونوں سوالات مقدرہ کے جواب ہیں وَاِنْ کُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّھُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔ فَاسْتَقِمْ پہلا امر متفرع، وَلَا تَطْغَوْا دوسرا امر متفرع وَلَا تَرْکَنُوْٓا تیسرا امر متفرع وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ چوتھا امر متفرع یعنی امر مصلح نماز کو قائم کرو۔ وَاصْبِرْ پانچواں امر متفرع وَمَا کَانَ رَبُّکَ لِیُھْلِکَ الْقُرٰی الخ تخویف دنیوی ہے وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ آخری آیت میں چاروں دعووں کا اعادہ ہے۔ وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ دوسرا دعویٰ۔ فَاعْبُدْہُ پہلا دعویٰ۔ وَتَوَکَّلْ عَلَیْہِ تیسرا دعویٰ۔ اور وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ چوتھا دعویٰ۔

۲ے یہ اصل مضمون کے لئے بمنزلۂ تمہید ہے۔ کِتٰبٌ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھٰذا کتاب اور کتاب کی تنوین تعظیم کیلئے ہے عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب ہے والتنوین فیه للتعظیم ای کتاب عظیم الشان جلیل القدر (روح ج ۱۱ ص ۲۰۲) اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ، کِتٰبٌ کی پہلی صفت ہے۔ آیتوں کے محکم اور مضبوط ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ باہمی تناقض سے محفوظ ہیں، حکمت اور نفس الامر کے خلاف ان میں کوئی بات نہیں اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے وہ تمام لفظی اور معنوی

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | (۱۲۳) آیاتها ۱۰ رکوعاتها

سورۃ ہود مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی | شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے | ۱۲۳ آیتیں اور دس رکوع ہیں

الٓرٰ تف كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ

یہ کتاب ہے ۲ے کہ جانچ لیا ہے اس کی باتوں کو پھر کھولی گئی ہیں ۳ے ایک حکمت ۴ے

حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝۱ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ

والے خبردار کے پاس سے ۵ے کہ عبادت نہ کرو ۶ے مگر اللہ کی میں تمہیں

مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝۲ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ

اسی کی طرف سے ڈر اور خوشخبری سناتا ہوں یہ کہ گناہ بخشواؤ ۷ے اپنے رب سے پھر

تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ

رجوع کرو اس کی طرف کہ فائدہ پہنچائے تم کو اچھا فائدہ ایک وقت

مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا

مقرر تک اور دیوے ہر زیادتی والے کو زیادتی اپنی اور اگر تم پھر جاؤ گے

فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝۳ اِلَى اللّٰهِ

تو میں ڈرتا ہوں ۸ے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ۹ے اللہ کی طرف

مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴ اَلَآ اِنَّهُمْ

تم کو لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے سنتا ہے وہ ۱۰ے

يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ

دوہرے کرتے ہیں اپنے سینے ۱۱ے تاکہ چھپائیں اس سے سنتا ہے جس وقت

يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا

اوڑھتے ہیں اپنے کپڑے جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو

يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۵

ظاہر کرتے ہیں وہ تو جاننے والا ہے دلوں کی بات ۱۲ے

۲ے اتمہید برائے اصل مضمون ۱۲
۳ے تعقیب ذکری کے لئے ہے ۱۲
۵ے سورت کا پہلا دعویٰ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو ۱۲

۵ے یہ سورت کا پہلا دعویٰ ہے دعویٰ الا اللہ سے کوئی عالم الغیب نہیں ۱۲

خوبیوں سے آراستہ ہے (روح)، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں محکم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تورات و انجیل کی طرح اس کے بعد کوئی ناسخ کتاب نہیں آئیگی۔ قال ابن عباس ای لم ینسخها کتاب بخلاف التوراة والانجیل (قرطبی ج ۹ ص ۲) ۳ے ثُمَّ تعقیب ذکری کیلئے ہے تراخی کے لئے نہیں۔ فُصِّلَتْ جدا جدا بیان کی گئی ہیں جس طرح جواہرات کے ہار میں خاص قسم کے آبدار موتی پرو کر اس کے حصے جدا جدا کئے جاتے ہیں اسی طرح قرآن مجید میں دلائل توحید، احکام، نصائح اور واقعات کو ذکر کیا گیا ہے کالعقد المفصل بالفرائد التی تجعل بین اللآلی و وجه جعلها کذلك اشتمالها علی دلائل التوحید و الاحکام والمواعظ والقصص (روح ج ۱۱ ص ۲۰۴ ومدارک ج ۲ ص ۱۷۲) امام زجاج، ابن جریر، فراء اور کسائی فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس میں مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل کی گئی ہے اور اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ فُصِّلَتْ سے متعلق ہے۔ حوالے آگے آرہے ہیں۔ ۴ے یہ بھی کِتٰبٌ کی صفت ہے یعنی یہ عظیم الشان کتاب جو محکم اور مفصل ہے حکیم و خبیر کی طرف سے آئی ہے کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ کتاب کی یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کی ان دونوں صفتوں کا پرتو ہیں المعنی احکمها حکیم وفصلها ای بیّنها وشرحها خبیر عالم بکیفیات الامور ففی الآیة اللف والنشر المرتب (روح ج ۱۱ ص ۲۰۵) وکذا فی الکبیر۔ ۵ے یہ پہلا دعویٰ ہے یعنی یہ سورت جس مسئلہ کی تفصیل کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ اَنْ سے پہلے حرف جار محذوف ہے امام ابن جریر، کسائی اور فراء کے نزدیک اصل میں بِاَنْ تھا اور جار مجرور فُصِّلَتْ کے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ کتاب مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل ہے ثم فصلت بان لا تعبدوا الا الله وحده لاشریك له وتخلعوا الآلهة والانداد (ابن جریر ج ۱۱ ص ۱۸۰) قال الکسائی والفراء ای بان لا۔ ای احکمت ثم فصلت بان لا تعبدوا الا الله اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ الخ (قرطبی ج ۹ ص ۳) امام زجاج فرماتے ہیں اَنْ سے پہلے لام تعلیلیہ مقدر ہے ای احکمت ثم فصلت لئلا تعبدوا الا الله (قرطبی) یعنی قرآن کو

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید می توان گفت پیچیدن سینہ عبارت از آنست کہ فکر ہائے ناصواب و لشبہات داہیہ دل خود را اطمینان دہد و عقائد حقہ را فراموش سازد زیرا کہ صدور اینجا بمعنی علوم صدور آمدہ است ۱۲۔

محکم اور مفصل اس لیئے کیا گیا تاکہ تم غیر اللہ کی عبادت اور پکار چھوڑ دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کا اصل مقصود بالذات مضمون مسئلہ توحید اور نفی شرک ہے۔ والتقدیر۔ کتاب احکمت اٰیاتہ ثم فصلت لاجل الا تعبدوا الا اللہ، واقول ھذا التاویل یدل علی انہ لا مقصود من ھذا الکتاب الشریف الا ھذا الحرف الواحد فکل من صرف عمرہ الی سائر المطالب فقد خاب وخسر (کبیر ج ۱۷ ص ۱۸۰) اننی لکم منہ الخ ای قل یا محمدؐ للناس (ابن جریر)

ـ٦ـ یہ اور ثُمَّ تُوْبُوْا دونوں اَلَّا تَعْبُدُوْا پر معطوف ہیں۔ اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور آئندہ کیلئے ان گناہوں (غیر اللہ کی عبادت اور پکار وغیرہ) کے نزدیک نہ جانے کا سچے دل سے عزم کرو۔ یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا الخ امر کا جواب ہے یعنی اگر تم شرک سے بچو گے اور اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگتے رہوگے تو تا زندگی اللہ کے عذاب سے محفوظ رہوگے قال الزجاج یبقیکم ولا یستأصلکم بالعذاب کما استأصل اھل القری الذین کفروا (روح ج ۱۱ ص ۲۰۵) وَيُؤْتِ الخ یہ یُمَتِّعْكُمْ پر معطوف ہے اور صالح اور زیادہ نیک اعمال بجالانے والے کو اس کے اعمال صالحہ کی جزا دنیا و آخرت میں عطا فرمائے گا۔ **ـ٧ـ** یہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع کا صیغہ ہے اور ایک تاء تخفیفاً ساقط ہے اصل میں اِنْ تَتَوَلَّوْا تھا (مدارک ج ۲ ص ۱۳۶ و روح) یا یہ ماضی کا صیغہ ہے مگر اس صورت میں فاء جزائیہ کے بعد لفظ قُلْ محذوف ہوگا ای فقل یا محمدؐ انی اخاف علیکم الخ (خازن ج ۳ ص ۲۱۱) اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔

دوسرا دعویٰ

اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

ـ٨ـ یہ سورت کا دوسرا دعویٰ ہے جو پہلے دعوے کے لئے بمنزلۂ علت ہے یعنی چونکہ سب کچھ جاننے والا اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور سب کا رازق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ مشرکین جب آیات قرآنیہ اور دلائل توحید سنتے تو ان پر ان کا کوئی اثر نہ ہوتا اور ان کے سینوں میں وہی کفر و شرک کی نجاست باقی رہتی ان میں سے کچھ بطور نفاق ایمان کو ظاہر کر دیتے اور ان کے دل کفر و شرک اور عداوت اسلام سے لبریز ہوتے اور ان کا خیال تھا کہ عداوت تو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے بھلا اسے کون معلوم کر سکتا ہے، نیز ان کا گمان تھا کہ جب وہ دروازے بند کر کے اور پردے لٹکا کر اور اپنے سینوں کو کپڑوں سے چھپا کر

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا
اور کوئی نہیں ف۹ چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اسکی روزی
وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ
اور جانتا ہے جہاں وہ ٹھہرتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے سب کچھ موجود ہے
مُّبِيْنٍ ﴿٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ
کھلی کتاب میں ف۱ اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین
سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ
چھ دن میں ف۱۰ اور تھا اس کا تخت پانی پر تاکہ آزمائے تم کو
اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ
کہ کون تم میں اچھا کرتا ہے کام اور اگر تو کہے ف۱۱ کہ تم اٹھوگے
مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَآ
مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہنے لگیں یہ کچھ نہیں
اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧﴾ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ
مگر جادو ہے کھلا ہوا اور اگر ف۱۲ ہم روکے رکھیں ان سے عذاب کو
اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ
ایک مدت تک تو کہنے لگیں کس چیز نے روک دیا عذاب کو سنتا ہے جس
يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا
دن آئے گا ان پر نہ پھیرا جائے گا ان سے اور گھیر لے گی ان کو وہ چیز جس پر
بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٨﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا
ٹھٹھے کیا کرتے تھے اور اگر ہم چکھا دیں ف۱۳ آدمی کو اپنی طرف سے
رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ
رحمت پھر وہ چھین لیں اس سے تو وہ ناامید

ع ۱

پوشیدہ طور پر اسلام کے خلاف عداوت رکھیں اور منصوبے بنائیں گے تو اس کا علم کسی کو نہیں ہوگا۔ روی ان طائفۃ من المشرکین قالوا اذا اغلقنا ابوابنا وارسلنا ستورنا واستغشینا ثیابنا وثنینا صدورنا علی عداوۃ محمدؐ فکیف یعلم بنا (کبیر ج ۱۷ ص ۱۸۵) وہ اپنے سینوں کو دہرا کرکے اور خود کو کپڑوں میں لپیٹ کر اپنے دل کا کفر اور عداوت چھپانا چاہتے ہیں مگر ان تدبیروں کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس طرح ان کے علانیہ اور ظاہری اعمال کو جانتا ہے اسی طرح وہ ان کے پوشیدہ اور خفیہ اعمال سے بھی باخبر ہے یہاں تک کہ ان کے دلوں کے چھپے بھید بھی اسے معلوم ہیں۔ لیکن صحیح ترین بات وہی ہے جو حضرت ابن عباس نے فرمائی ہے کہ یہ آیت بعض مسلمانوں

موضح قرآن ف جہاں ٹھیرتا ہے بہشت و دوزخ، جہاں سونپا جاتا ہے اس کی قبر اور روزی اس کی سو دنیا میں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در لوح محفوظ نوشتہ شد۔ مترجم گوید مستودع جائی است کہ بغیر اختیار آنجا نگاہداشتہ بوند مانند رحم و مستقر جائی است کہ باختیار خود می ماند مثل خانہ ۱۲۔

کے بارے میں نازل ہوئی جن پر حیا کا اس قدر غلبہ تھا کہ وہ استنجاء، جماع اور دیگر ضروریات بشری کے وقت بدن کو ننگا کرنے سے شرماتے تھے کہ آسمان والا ہم کو دیکھتا ہے۔ اس پر اللہ نے فرمایا کہ بدن کھولتے وقت وہ خدا سے شرم کی وجہ سے جھک جاتے ہیں تو کیا جب وہ کپڑے پہنے ہوتے ہیں اس وقت اللہ ان کو نہیں دیکھتا؟ (صحیح بخاری) **۹** اور زمین پر رہنے والی ہر ذی روح مخلوق کی روزی بھی اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہی سب کا رازق ہے اللہ تعالیٰ نے محض تفضلاً سب کی روزی اپنے ذمہ لی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں۔ وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا اور ہر ایک کے مستقر و مستودع کو بھی جانتا ہے۔ ان دونوں لفظوں کی تفسیر میں مختلف اقوال منقول ہیں۔

گَفُوْرٌ ⑨ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ

ناشکرا ہوتا ہے اور اگر ہم چکھا دیں اس کو آرام بعد تکلیف کے جو پہنچی تھی اس کو

لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ⑩

تو بول اٹھے دور ہوئیں برائیاں مجھ سے ۔ وہ تو اترانے والا شیخی خورا ہے

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

مگر جو لوگ ۱۱ صابر ہیں اور کرتے ہیں نیکیاں ان کے واسطے

مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑪ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا

بخشش ہے اور ثواب بڑا سو کہیں تو چھوڑ بیٹھے گا کچھ چیز اس

يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا

میں سے جو وحی آئی تیری طرف اور تنگ ہوگا اس سے تیرا جی اس بات پر کہ ۱۲ وہ

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ

کہتے ہیں کیوں نہ اترا اس پر خزانہ یا کیوں نہ آیا اس کے ساتھ فرشتہ تو

اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ⑫ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

تو ڈرانے والا ہے اور اللہ ہے ہر چیز کا ذمہ دار کیا کہتے ہیں کہ

افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ

بنا لایا ہے قرآن کو ۱۳ کہدے کہ تم بھی لے آؤ دس سورتیں ایسی بنا کر

وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

اور بلا لو جس کو بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم

صٰدِقِيْنَ ⑬ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ

سچے ہو ۱ پھر اگر نہ پورا کریں ۱۵ تمہارا کہنا تو جان لو کہ قرآن

اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

تو اترا ہے اللہ کی وحی سے اور یہ کہ کوئی حاکم نہیں اس کے سوا پھر اب تم

۱۰ بشارت اخروی

۱۱ سورت کا تیسرا دعویٰ ہے یعنی مسئلہ توحید کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونی چاہئے ۱۲

۱۲ شکوی

۱۳ جواب شکوی

۱۵ متعلق بجواب شکوی

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں مستقر سے زندگی میں دن یا رات کو رہنے کی جگہ اور مستودع سے مرنے کے بعد دفن ہونے کی جگہ مراد ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے مستقر سے ماں کا رحم اور مستودع سے جائے دفن مراد ہے (خازن)، كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ ہر چیز کتاب مبین میں موجود ہے کتاب مبین سے لوح محفوظ یا علم الٰہی مراد ہے قال الزجاج المعنى ان ذلك ثابت في علم الله تعالى ومنهم من قال في اللوح المحفوظ (کبیر ج ۱۷ ص ۱۸۶)، **۱۰** زمین و آسمان کو اللہ نے صرف چھ دن میں پیدا کیا جو اس کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ ماضی بمعنی حال ہے اور عرش کا پانی پر ہونا کمال قدرت اور استغنا رتام سے کنایہ ہے یہ مطلب نہیں کہ وہ پہلے قادر و غنی تھا اور اب نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ اب بھی ان صفات سے متصف ہے ماضی کا بمعنی حال استعمال عام ہے یا عرش کا پانی کے اوپر ہونا حقیقی معنوں پر محمول ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی بہت بڑی دلیل ہے فيه دلالة على كمال القدرة من وجوه الاول ان العرش مع كونه اعظم من السموات والارض كان على الماء فلولا انه تعالى قادر على امساك الثقيل بغير عمد لما صح ذلك (کبیر ج ۱۷، ص ۱۸۱)، **۱۱** یہ شکوی ہے ان مشرکین کی ضد کا بھی کوئی کنارہ نہیں یہ مانتے ہوئے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے پھر بھی مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کا صاف انکار کرتے ہیں اور اس حقیقت کو باطل اور کذب قرار دیتے ہیں سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ یہاں سحر کا متبادر معنی جادو مراد نہیں بلکہ یہاں وہ بمعنی باطل اور کذب ہے ای غرور باطل لبطلان السحر عندهم (قرطبی ج ۹ ص ۹) ای باطل مبین (کبیر ج ۱۷، ص ۱۸۶) **۱۲** یہ بھی شکوی ہے منکرین معاندین پر عذاب آنے کا وقت مقرر ہے لیکن وہ کہتے ہیں جب ہم انکار پہ انکار کر رہے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا کس چیز نے اس کو روک رکھا ہے۔ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ الخ جواب شکوی ہے ان معاندین پر عذاب تو ضرور آئے گا اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا لیکن اپنے وقت پر آئے گا اور جب آگیا انہیں چھوڑے گا نہیں اور وہ اپنی بداعمالیوں اور دین اسلام، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے استہزاء و تمسخر کا خوب مزہ چکھ لیں گے۔ **۱۳** یہ زجر ہے اور الانسان سے مشرک انسان مراد ہے فرمایا جب ہم مشرکوں کو رحمت سے نوازتے ہیں اور دنیوی آرام و راحت اور فراخیٔ عیش کا ان پر دروازہ کھول دیتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ان کے خود ساختہ معبودوں کی مہربانی ہے۔ پھر جب ہم ان کے آرام و عیش کو تکلیف اور تنگدستی سے بدل دیتے ہیں تو وہ اپنے معبودوں سے مایوس

فتح الرحمٰن **ف ۱** نخست بدہ سورہ تحدی واقع شد چوں ازاں عاجز شدند بیک سورہ تحدی فرمود ۱۲۔

ہوجاتے ہیں اوران کا عقیدہ ڈانواں ڈول ہوجاتا ہے اور وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ ہمارے معبود تو کچھ نہیں کرسکتے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگ جاتے ہیں وَلَئِنْ
أَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ الخ لیکن جب پھر ہم اس کی تکلیف، تنگدستی اور مصیبت وغیرہ دور کرکے اسے دوبارہ راحت وعیش سے ہمکنار کردیتے ہیں تو وہ ہماری ناشکری کر
کے اس انعام واکرام کو اپنے معبودوں کی طرف منسوب کرکے کہتا ہے کہ ان کی مہربانی سے مصیبتیں ٹل گئی ہیں جیساکہ سورۂ زمر میں فرمایا وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ
دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا الآیۃ (زمر ع ۱)

مُّسْلِمُوْنَ ⑭ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ
حکم مانتے ہو ۔ جو کوئی چاہے دنیا کی زندگانی ف۱۹ اور
زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا
اس کی زینت بھگتنا دیں گے ہم ان کو ان کے عمل دنیا میں اور ان کو اس میں
لَا يُبْخَسُوْنَ ⑮ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
کچھ نقصان نہیں ف۱ یہی ہیں جن کے واسطے کچھ نہیں آخرت میں
اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا
آگ کے سوا اور برباد ہوا جو کچھ کیا تھا یہاں اور خراب گیا جو
يَعْمَلُوْنَ ⑯ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ
کمایا تھا ۔ بھلا ایک شخص جو ہے ف۲۰ صاف رستہ پر اپنے رب کے اور اس کے
شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ
ساتھ ساتھ ہے ایک گواہ اللہ کی طرف سے اور اس سے پہلے گواہ تھی موسیٰ کی کتاب رستہ بتلاتی اور
رَحْمَةً ۭ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ
بخشواتی (اوروں کے برابر ہے) یہی لوگ مانتے ہیں قرآن کو اور جو کوئی منکر ہو اس سے ف۲۱ سب
الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۤ
فرقوں میں سے سو دوزخ ہے ٹھکانا اس کا سو تو مت رہ شبہ میں اس سے
اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑰
بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور پر بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے ف۱
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۭ اُولٰٓئِكَ
اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ف۲۲ جو باندھے اللہ پر جھوٹ وہ لوگ
يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ
روبرو آئیں گے ف۲۳ اپنے رب کے اور کہیں گے گواہی دینے والے ف۲ یہی ہیں جنہوں نے

اسی طرح سورہ حم السجدہ (ع ۶) میں فرمایا۔ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَاۗءِ الْخَيْرِ ۡ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ ۝ وَلَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّاۗءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ الآیۃ۔ یعنی مشرک انسان اپنے معبودان باطلہ سے حاجات مانگتا ہوا تھکتا نہیں اور اگر اسی دوران میں اس پر کوئی مصیبت آجائے تو اپنے معبودوں سے ناامید ہوجاتا ہے اس کے بعد اگر ہم اس کی مصیبتیں دور کرکے اسے راحت کی زندگی سے بہرہ ور کردیں تو ہمارا شکر ادا کرنے کے بجائے کہتا ہے مجھے معلوم تھا کہ اگر میں ان معبودوں کی نیازیں دوں گا تو میری مشکلیں آسان ہوجائیں گی اور مجھ پر بھلے دن آجائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ف۱۴ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ الا بمعنی لکن ہے یعنی وہ ایمان والے جو اللہ ہی کو کارساز اور متصرف ومختار سمجھ کر مصائب وشدائد میں پکارتے اور ہر حال میں صبر کرتے اور اللہ کی عبادت وپکار میں لگے رہتے ہیں۔ یعنی المؤمنین مدحھم بالصبر علی الشدائد... ای لکن الذین صبروا وعملوا الصلحت فی حالتی النعمۃ والمحنۃ (قرطبی ج ۹ ص۱۱) (اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا) فی المحنۃ والبلاء (وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) وشکروا فی النعمۃ والرخاء (مدارک ج ۲ ص۱۳۹)

تیسرا دعویٰ

مَا يُوْحٰى کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے

ف۱۵ یہ تیسرے دعوے کا بیان ہے اگر مسئلہ توحید بیان کرنے پر مشرکین طرح طرح کے طعن اور اعتراض کریں تکلیفیں اور اذیتیں پہنچانے کی کوشش کریں مثلاً وہ کہیں کہ اگر یہ پیغمبر خدا ہے تو اس کے پاس دولت دنیا کے خزانے کیوں نہیں یا اس کے ساتھ فرشتہ کیوں نہیں آیا جو لوگوں میں اس کی صداقت کا اعلان کرتا پھرے۔ ایسا نہ ہو کہ انکی باتوں سے آپ تنگدل اور آزردہ خاطر ہو کر مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ (مسئلہ توحید) کے بعض پہلوؤں کو بیان ہی نہ کریں۔ آپ انکے مطاعن واعتراضات کی پرواہ نہ کریں اور مسئلہ کھول کر بیان کریں اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ آپکی ذمہ داری اور ڈیوٹی صرف تبلیغ وانذار ہے اگر وہ نہیں مانتے تو ان کو سزا دینا اللہ کا کام ہے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ کیونکہ اللہ تعالیٰ انکے تمام اعمال سے باخبر ہے یعنی لَيْسَ عَلَيْكَ الا الانذار بما یوحی الیک ولا علیك شیء ان ردوا او افترحوا او قالوا ائت بقراٰن غیر ھذا فما بالك تترك بقولھم (وکیل) یحفظ ما یقولون فیجازیھم (مظہری ج ۵ ص۷۳) ف۱۶ ان مصدریہ ہے اور اس سے پہلے حرف جار مقدر ہے اور وہ ضَاۗىِٕقٌ کے متعلق ہے ای من ان یقولوا او لان یقولوا یا اس سے پہلے مضاف محذوف

موضح قرآن ف گواہی پہنچتی ہے یعنی دل میں اس دین کا نور اور مزہ پاتا ہے اور قرآن کی حلاوت۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ثواب صدقہ وصلہ رحم کہ از کفار بوجود می آید در دنیا میدہند بتوسیع رزق وصحت بدن ۱۲ ف۲ یعنی کرام کاتبین ۱۲۔

ہے اَیْ کَرَاھِیَّۃَ اَنْ یَّقُوْلُوْا (قرطبی ج ۹ ص۱۲) اس صورت میں وہ ضائق کا مفعول لہ ہوگا۔ ف۱۷ یہ شکوی ہے۔ مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کردہ دعوی (کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں) تو مانتے نہ تھے اور الٹا اکثر یہ الزام دہرایا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ قرآن اپنے پاس سے بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیتا ہے اور یہ اللہ کا کلام نہیں ہے قُلْ فَاْتُوْا الخ یہ جواب شکوی ہے فرمایا آپ جواب میں کہہ دیں اگر میں ایسا قرآن بنا سکتا ہوں تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ کیونکہ تم بھی اہل لسان ہو اور دنیا تمہاری فصاحت و بلاغت کا لوہا مانتی ہے اور پھر اس کام میں اپنی مدد کے لئے اللہ کے ماسوی جس جس سے کام لے سکتے ہو اس کو بلا لو اور اپنی اجتماعی طاقت سے اس کام کو انجام دینے کی کوشش کر لو۔ ف۱۸ یہ بھی جواب شکوی سے متعلق ہے۔ لکم کی ضمیر مومنین کے لئے ہے اور فَاعْلَمُوْا کی مشرکین کے لئے اور قل مقدر ہے ای فقل اعلموا یعنی اگر مشرکین یہ معارضہ اور چیلنج قبول نہ کریں اور قرآن کا مثل پیش نہ کر سکیں تو آپ ان سے فرما دیں کہ اب تو یقین کر لو کہ یہ قرآن میرا ساختہ پرداختہ نہیں بلکہ اللہ نے اپنے علم کے ساتھ نازل فرمایا ہے لہٰذا اس مسئلہ توحید کو مان لو وہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ کیا اب بھی نہیں مانو گے؟ وَاَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ انما انزل پر معطوف ہے۔ یا لکم کی ضمیر بھی مشرکین کے لئے ہے یعنی اے مشرکین اگر تمہارے مزعومہ مددگار اور شرکار تمہاری مدد کے لئے نہ آئیں تو یقین کر لو کہ یہ قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ ایھا الکفار ولم یعینوکم فاعلموا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰہِ وانہ لیس مفتری علی اللہ بل ھو انزلہ علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۳ ص۲۲۲) ف۱۹ زجر مع تخویف اخروی۔ یعنی دنیا میں ان کی روزی میں کمی نہیں کی جاتی جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل ع ۲ میں وارد ہے مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَۃَ عَجَّلْنَا لَہٗ الآیۃ مگر آخرت میں ان کے لئے جہنم کے سوا کچھ نہیں کیونکہ انہوں نے ثواب آخرت کے لئے کیا ہی کچھ نہیں۔ ما صَنَعُوْا میں ما سے مشرکانہ اعمال مراد ہیں غیر اللہ کی نذر و نیاز اور دعا و دیگر مشرکانہ اعمال بے کار اور رائیگاں ثابت ہوں گے وہ فی نفسہ باطل ہیں کیونکہ ان کی بنیاد عقیدۂ باطلہ پر ہے۔ یا ما سے مراد اعمال صالحہ ہیں جو اغراض دنیویہ کی خاطر کئے گئے چونکہ مقصود غیر اللہ ہے اس لئے ایسے اعمال باطل اور بے نتیجہ ہوں گے۔ یعنی وبطل ما عملوا فی الدنیا من اعمال البر (وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ) لانہ لغیر اللہ (خازن ج ۳ ص۲۲۳) ف۲۰ یہ چوتھا دعوی ہے بَیِّنَۃٌ سے عقل سلیم مراد ہے یعنی جو شخص عقل سلیم رکھتا ہو اور دین اسلام اور توحید کی سچائی دلائل عقلیہ سے اس پر واضح اور روشن ہو ای علی برھان من اللہ وبیان ان دین الاسلام حق وھو دلیل العقل (مدارک ج ۲ ص۱۴۱) وَیَتْلُوْہُ

كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ⑱ الَّذِيْنَ

جھوٹ کہا تھا اپنے رب پر سن لو پھٹکار ہے اللہ کی ناانصاف لوگوں پر جو کہ

يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ

روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈھتے ہیں اس میں کجی اور وہی ہیں

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ⑲ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ

آخرت سے منکر ف۱ وہ لوگ نہیں ہیں تھکانے والے ف۲ زمین میں

فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ

بھاگ کر اور نہیں ان کے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی

يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ

دونا ہے ان کے لئے عذاب نہ طاقت رکھتے تھے سننے کی

وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ⑳ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور نہ دیکھتے تھے ف۱ ھا وہی ہیں جو ہار بیٹھے اپنی جان

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ㉑ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي

اور گم ہو گیا ان سے جو جھوٹ باندھا تھا ف۲ ف۳ اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ

الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ㉒ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

آخرت میں یہی ہیں سب سے زیادہ نقصان میں البتہ جو لوگ ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰۗىِٕكَ

کام کئے نیک ف۲ اور عاجزی کی اپنے رب کے سامنے وہ ہیں

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ㉓ مَثَلُ

جنت کے رہنے والے وہ اسی میں رہا کریں گے مثال ف۲ ان

الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ

دونوں فرقوں کی جیسے ایک تو اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا

ر۱ معبودان باطلہ ۱۲
وقف النبی
ر۲ بشارت اخروی ۱۲
ر۲ مشرک و
مؤمن کی مثال ۱۲

موضح قرآن ف۱ گواہی والے آخرت میں فرشتے ہوں گے جو عمل لکھتے ہیں اور نیک بخت آدمی جن کو خبر تھی۔۔۔۔ خدا پر جھوٹ بولنا کئی طرح ہے علم میں غلط نقل کرنا یا خواب بنا لینا یا عقل سے حکم کرنا دین کی بات میں یا دعوی کرنا کہ کشف رکھتا ہوں یا اللہ کا مقرب ہوں۔ ف۲ یعنی اللہ پر جھوٹ بولا کہاں سے لائے، نہ غیب سے سن آتے تھے۔ نہ غیب کو دیکھتے تھے۔ ف۳ یعنی وہ جھوٹے دعوے آخرت میں ہو گئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید میتوان گفت ہمزۂ استفہام انکاری محذوف است یعنی آیا نمی توانستند شنید و آیا نمی دیدند واللہ اعلم ۱۲۔

ای ویلحقه ویتبعه اور شَاهِدٌ سے مراد قرآن ہے اور مِنْهُ کی ضمیر لفظ جلالت سے کنایہ ہے ای من اللہ یعنی عقل سلیم کے ساتھ پھر قرآن بھی مسئلہ توحید کی حقانیت پر شاہد ہے۔ (مدارک) وَمِنْ قَبْلِهٖ اور پھر اس قرآن سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب (تورات) موجود ہے جو بنی اسرائیل کے لئے دین کی راہنما اور اپنے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت تھی وہ بھی اس مسئلہ میں قرآن سے متفق ہے۔ یہاں من کا جواب محذوف ہے ای ایبقی له موضع شبهة یعنی جس شخص کے پاس عقل سلیم بھی ہو اور قرآن اور تورات کی شہادت بھی تو کیا اس کے لئے مسئلہ توحید میں شک وشبہہ کی کوئی گنجائش باقی رہے گی۔ اُولٰٓئِكَ سے مَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ مسئلہ توحید اس قدر واضح ہے کہ جس کو اللہ نے عقل سلیم دی ہے وہ عقل سے اس کی صداقت کو سمجھ سکتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ عقل کے عین مطابق ہے اور پھر قرآن اور تورات بھی اس مسئلہ کے حق میں شاہد ہیں اس لئے شک وریب کی کوئی گنجائش نہیں لیکن جو لوگ اس کے باوجود اس کو نہ مانیں اور اس کی صداقت میں شک کریں ان کا انکار محض ضد وعناد پر مبنی ہے۔ **۲۱** یہ معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر تعلیم وتفہیم دوسروں کی مقصود ہے کیونکہ آپ سے شک وریب کا صدور محال ہے۔ یعنی جب دلائل عقل ونقل سے ثابت ہو گیا کہ دین اسلام اور مسئلہ توحید حق ہے اس میں شک وریب کی کوئی گنجائش نہیں تو تمہارے دلوں میں اس کے بارے میں شک کا گذر نہ ہونے پائے اگرچہ معاندین ضد وانکار پر اڑے رہیں۔ **۲۲** زجر مع تخویف اخروی تا هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وہ شخص سب سے بڑا ظالم ہے جو بلا دلیل عقل ونقل اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرے جن سے اس کی ذات گرامی پاک اور منزہ ہے مثلاً اپنے خود ساختہ معبودوں کو عند اللہ شفیع غالب کہنا وغیرہ۔ بان نسب الیه ما لا یلیق به کقولهم الملائکة بنات الله تعالی الله عن ذلك علوا کبیرا وقولهم لالهتهم هؤلاء شفعاؤنا عند الله (روح ج ۱۲ ص ۳۰) **۲۳** یہ کفار ومشرکین جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کئے جائیں گے۔ الاشهاد سے فرشتے (مطلقاً یا حفظہ یا کراماً کاتبین)، انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں۔ وہ خدا کے سامنے ان افتراء کرنے والوں کے بارے میں شہادت دیں گے کہ یہ دنیا میں اللہ پر افتراء کیا کرتے تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ الخ یہ ادخال الٰہی ہے اور

ع ۲ / ۲

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَلَقَدْ

کیا برابر ہے دونوں کا حال پھر تم غور نہیں کرتے اور ہم نے

اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾

بھیجا **۲۵** نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ میں تم کو ڈر کی بات سناتا ہوں کھول کر

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

کہ نہ پرستش کرو اللہ کے سوا میں ڈرتا ہوں تم پر دردناک

يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

دن کے عذاب سے پھر بولے سردار جو کافر تھے اس کی قوم کے

مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا

ہم کو تو تو نظر نہیں آتا مگر ایک آدمی ہم جیسا اور دیکھتے نہیں کوئی تابع ہوا تیرا مگر

الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا

ہم میں جو نیچ قوم ہیں بلا تامل اور ہم نہیں دیکھتے تم کو اپنے

مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ

کچھ بڑائی بلکہ ہم کو تو خیال ہے کہ تم سب جھوٹے ہو بولا اے قوم **۲۶** دیکھو تو

اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ

اگر میں ہوں صاف راستہ پر اپنے رب کے اور اس نے بھیجی مجھ پر رحمت

عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا

اپنے پاس سے پھر اس کو تمہاری آنکھ سے مخفی رکھا تو کیا ہم تم کو مجبور کر سکتے ہیں اس پر اور تم اس سے

كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ

بیزار ہو **۲۸** اور اے میری قوم نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ مال **۲۹** میری مزدوری

اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ

نہیں مگر اللہ پر اور میں نہیں ہانکنے والا ایمان والوں کو ان کو

ابطال قصہ متعلق بعض اوراق

دلائل عقل سمجھا دلیل عقل سلیم ۱۲ نبوت ۱۲

اشہاد (گواہوں) کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ ان مشرکین پر خدا کی لعنت ہے اور وہ رحمت الٰہی سے دور ہیں جو دوسرے لوگوں کو بھی راہ توحید سے بھٹکانے کی کوشش کرتے ہیں وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور ان کے دلوں میں شبہات پیدا کر کے ان کو ایمان وتوحید اور طاعت وعبادت سے روک کر شرک ومعاصی کی ترغیب دیتے ہیں۔ یعنی انهم کما ظلموا انفسهم بالتزام الکفر والضلال فقد اضافوا الیه المنع من الدین الحق والقاء الشبهات وتعویج الدلائل المستقیمة (کبیر ج ۱۷ ص ۲۳) ای یعدلون بالناس عنها الی الشرك (قرطبی ج ۹ ص ۱۹) **۲۴** دنیا میں انہیں فوراً اس لئے نہیں پکڑا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر تھے یا اللہ سے ورے ان کا کوئی کارساز اور نگہبان تھا بلکہ یہ تاخیر اللہ کی حکمت بالغہ پر مبنی تھی۔ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ اب آخرت میں انہیں دوگنا عذاب دیا

موضح قرآن ف اوپر کی عقل سے یعنی پہلی نظر میں۔

جائے گا دنیا میں وہ حق بات کو سننے کے لئے تیار نہ تھے اور نہ زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے واضح نشانات میں غور وفکر کرتے تھے۔ مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ جن معبودان باطلہ کو انہوں نے خدا کے یہاں سفارشی سمجھ رکھا تھا قیامت کے دن وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی ان کے کام نہیں آئے گا۔ (وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ) من الآلهة وشفاعتها (روح ج ۱۲ ص ۳۳) ۲۵ دنیا میں کوئی نیک عمل نہ کیا اور خوش فہمیوں میں مبتلا رہے اور جن مزعومہ معبودوں پر بھروسہ تھا وہ بھی کام نہ آئے اس لئے لامحالہ آخرت میں وہ سب سے بڑے نقصان و خسران میں رہیں گے۔ ۲۶ یہ ماننے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والے اور عاجزی کرنے والے

مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ

ملنا ہے اپنے رب سے لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جاہل ہو اور

يٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا

اے قوم کون چھڑائے مجھ کو اللہ سے اگر ان کو ہانک دوں کیا تم

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ

دھیان نہیں کرتے ف اور میں نہیں کہتا تم کو کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے

وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ

اور نہ میں خبر رکھوں غیب کی اور نہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں ۲۹ اور نہ

اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ

کہوں گا کہ جو لوگ تمہاری آنکھ میں حقیر ہیں نہ دے گا ان کو اللہ

خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ

بھلائی اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے جی میں ہے یہ کہوں تو میں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ

بے انصاف ہوں ف بولے اے نوح ۳۰ تو نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت

جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

جھگڑ چکا اب لے آ جو تو وعدہ کرتا ہے ہم سے اگر تو سچا ہے

قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَاۗءَ وَمَآ اَنْتُمْ

کہا کہ لائے گا تو اس کو اللہ ہی اگر چاہے گا اور تم نہ

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ

تھکا سکو گے بھاگ کر اور نہ کارگر ہوگی تم کو میری نصیحت ۳۱ جو چاہوں کہ

اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۭ هُوَ رَبُّكُمْ ۣ

تم کو نصیحت کروں اگر اللہ چاہتا ہوگا کہ تم کو گمراہ کرے وہی ہے رب تمہارا

مراد جواب سوال مقدر ۱۲

نفی تصرف و اختیار از نوح علیہ السلام ۱۲

مخلصین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ ۲۷ یہ دونوں فریقوں یعنی مشرکوں اور مؤمنوں کی تمثیل ہے۔ مشرک کی مثال ایک اندھے اور بہرے شخص کی سی ہے جس طرح اندھا اور بہرا شخص اشارت اور عبارت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا یہی حال مشرکین کا ہے جو اللہ کی آیتوں سے اندھے اور بہرے بنے ہوئے ہیں وہ نہ آیات الٰہی کو سننا چاہتے ہیں، نہ دلائل آفاق و انفس کو بنظر غائر دیکھ کر عبرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے برعکس مؤمن کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دیکھتا اور سنتا ہے اور عبارت اور اشارت دونوں سے متمتع ہوتا ہے اسی طرح مؤمن کانوں سے آیتیں سن کر اور آنکھوں سے دلائل قدرت کو ملاحظہ کرکے ایمان و عمل میں اور زیادہ مضبوط اور پختہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد سات قصے مذکور ہیں جو پہلے تین دعووں سے بطریق لف و نشر مرتب متعلق ہیں۔

پہلا قصہ

۲۸ یہ پہلا قصہ ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے بدیں الفاظ اپنی قوم کے سامنے دعوت الٰہی پیش کی اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ میں اللہ کی طرف سے ڈرانے والا ہوں ظاہر اور میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو، اللہ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا میں ان مفسرہ ہے اور اَرْسَلْنَا یا نَذِيْرٌ کے متعلق ہے یا ان مصدریہ ہے اور حرف جار مقدر ہے ای بان لا تعبدوا (روح) اس کے جواب میں قوم نے چار باتیں طنز و اعتراض کے طور پر کہیں اول مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا تم ہماری مانند بشر اور انسان ہو اس لئے ہم اپنے جیسے کا اتباع کیوں کریں دوم وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اور پھر جو لوگ تمہارے پیچھے لگے ہیں وہ معاشرہ میں گھٹیا پوزیشن والے اور کمین لوگ ہیں اراذوا اتبعك اخساؤنا وسقطنا وسفلتنا (قرطبی ج ۹ ص ۲۳) ہم ایسے شرفاء نے تم کو نہیں مانا اور جن معمولی لوگوں نے تمہیں قبول کیا ہے انہوں نے بھی بغیر سوچے سمجھے اور بلا تدبر و تفکر محض اوپرے دل ہی سے مانا ہے اس لئے ان کا ایمان بھی بے حقیقت اور ناپائیدار ہے ای اتبعك فی بادی الرای ای بلا فکراو فی الظاہر لا فی الحقیقة قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ سوم

موضح قرآن ف کافروں نے مسلمانوں کو رذالہ ٹھہرایا اور چاہا کہ ان کو ہانک دو تو ہم تمہارے پاس بیٹھیں، بات سنیں، سو فرمایا کہ دل کی بات اللہ تحقیق کرے گا۔ جب اس سے ملیں گے ہیں اگر مسلمانوں کو ہانکوں تو اللہ سے کون چھڑا دے مجھ کو اور رذالہ ٹھہرایا اس پر کہ وہ کسب کرتے تھے کسب سے بہتر کمائی نہیں اسی واسطے فرمایا کہ تم جاہل ہو ف۲ وہ جو کہتے تھے کہ تم میں ہم آپ سے بڑائی نہیں دیکھتے سو فرمایا کہ میں فرشتہ نہیں غیب کی خبر نہیں رکھتا اللہ کے خزانے میرے ہاتھ نہیں وہ جو اللہ نے ظاہر کی ہے مجھ پر تمہاری آنکھ سے چھپی ہے۔

وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا الخ اور تمہارے اندر ہمیں کوئی ایسی فضیلت بھی نظر نہیں آتی جس کی وجہ سے ہم تمہیں اپنا پیشوا اور راہنما تسلیم کریں۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے اور ان کے متبعین کے سینے نور توحید سے منور تھے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو سکتی تھی مگر ان کور باطنوں کو یہ فضیلت نظر نہ آئی۔ چہارم بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ بلکہ تم توسب کو جھوٹے سمجھتے ہیں۔ اے نوح تجھ کو دعوائے نبوت میں اور تیرے پیروں کو تیری تصدیق میں۔ **ف ۲۹** حضرت نوح علیہ السلام نے مشرکین کی کٹ حجتی کا نہایت معقول اور متین جواب دیا اے میری قوم! اگر میرے پاس اللہ کی جانب سے اپنے دعوے کی سچائی پر واضح دلائل موجود ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے مجھے نبوت بھی عطا فرمادی ہو اور میں اللہ کے حکم اور اس کی وحی کے مطابق تمہیں توحید کی دعوت دوں۔ مگر بدقسمتی سے ان دلائل و براہین میں تم غور و فکر نہ کرو اور میرے دعوے کی صداقت نہ سمجھ پاؤ تو اب تم خود ہی بتاؤ اس میں قصور کس کا ہے۔ **ف ۳۰** ھا ضمیر کلمۃ توحید یا البینۃ یا رحمۃ کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے مضاف محذوف ہے شھادۃ ان لا الٰہ الا اللّٰہ وقیل الھاء ترجع الی الرحمۃ وقیل الی البینۃ ای نلزمکم قبولھا الخ (قرطبی ج ۹ ص ۲۵) یعنی یہ تو ناممکن ہے کہ تمہارے دل کلمۂ توحید اور دلائل توحید کو ماننے پر تیار نہ ہوں بلکہ اس سے متنفر ہوں اور ہم جبراً تم سے منوالیں یہ بات ہماری طاقت و استطاعت سے باہر ہے۔ استفہام انکاری ہے یعنی ہم ایسا نہیں کر سکتے ھذا استفہام معناہ الانکار ای لا اقدر علی ذلک والذی اقدر علیہ ان ادعوکم الی اللّٰہ ولیس لی ان اضطرکم الی ذلک قال قتادۃ واللّٰہ لو استطاع نبی اللّٰہ لا لزمھا قومہ ولکنہ لم یملک ذلک (خازن ج ۳ ص ۲۳۵) اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے انبیاء علیہم السلام کے اختیار میں نہیں اور نہ وہ متصرف و مختار ہیں۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام مختار و متصرف ہوتے تو اپنی ساری قوم کو رشد و ہدایت سے بہرہ ور کر دیتے۔ **ف ۳۱** میری قوم! اس تبلیغ دعوت پر میں تم سے تنخواہ یا معاوضہ طلب نہیں کر رہا تاکہ تم پر اس کا بوجھ ہو اس کا معاوضہ مجھے اللہ کی طرف سے ملے گا جس کی میں ڈیوٹی دے رہا ہوں باقی رہی یہ بات کہ تمہاری خاطر میں ان غرباء کو اپنے پاس سے ہٹا دوں جو ایمان لا چکے ہیں تو یہ بھی نہیں ہو سکتا اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ کیونکہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں اگر میں ایسا کر دوں تو وہ خدا کے یہاں میری شکایت کریں گے فیشکوننی الیہ ان طردتھم (مدارک ج ۲ ص ۱۴۲) یا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ مقربین بارگاہ الٰہی ہیں اس لئے میں ان کو اپنی مجلس سے کیونکر اٹھا دوں لا اطردھم ولا ابعدھم عن مجلسی لانھم من اھل الزلفیٰ المقربون الفائزون عند اللّٰہ تعالیٰ (روح ج ۱۲ ص ۴۲) مگر تم لوگ ہو کہ ایسی جاہلانہ اور سفیہانہ باتیں کرتے چلے جارہے ہو۔ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ نیز یہ بتاؤ اگر میں تمہاری خواہش پر ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دوں اور اس کی وجہ سے اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے تو اس کی ناراضی سے مجھے کون بچائے گا یعنی کوئی نہیں بچا سکے گا۔ استفہام انکاری ہے۔

١ جملہ معترضہ ...
٢ شکوہ
٣ جواب شکوی

ع ١١/٣

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٣٤﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ

اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ف۱ کیا کہتے ہیں کہ بنا لایا ہے قرآن کو کہہ دے اگر میں بنا لایا ہوں

فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿٣٥﴾ ع وَاُوْحِيَ اِلٰى

تو مجھ پر ہے میرا گناہ اور میرا ذمہ نہیں جو تم گناہ کرتے ہو ف۲ اور حکم ہوا ف۳۳ طرف

نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ

نوح کے کہ اب ایمان نہ لائے گا تیری قوم میں مگر جو ایمان لا چکا

فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾ ۚ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ

سو غمگین نہ رہ ان کاموں پر جو کر رہے ہیں اور بنا ف۳۶ کشتی

بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ

روبرو ہمارے اور ہمارے حکم سے اور نہ بات کر مجھ سے ظالموں کے حق میں

اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۣ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ

یہ بے شک غرق ہوں گے۔ اور وہ کشتی بناتا تھا ف۳۷ اور جب گذرتے اس پر

مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا

سردار اس کی قوم کے ہنسی کرتے اس سے بولا اگر تم ہنستے ہو ہم سے

فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿٣٨﴾ ؕ فَسَوْفَ

تو ہم ہنستے ہیں تم سے جیسے تم ہنستے ہو ف۳ اب جلد

تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

جان لوگے کہ کس پر آتا ہے عذاب کہ رسوا کرے اس کو اور اترتا ہے اس پر

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٣٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ

عذاب دائمی یہاں تک کہ جب پہنچا حکم ہمارا ف۳۸ اور جوش مارا تنور نے ف۲

قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ

کہا ہم نے چڑھا لے کشتی میں ہر قسم سے جوڑا دو عدد اور اپنے گھر کے لوگ

موضح قرآن ف۱ یہاں تک جتنے سوال اس قوم کے تھے وہی تھے حضرت کی قوم کے گویا یہ سب جواب ان کے ملے ایک ان کا نیا دعویٰ تھا سو آگے فرمایا۔ ف۲ حضرت نوح کتاب نہ لائے تھے کہ ان کی قوم یہ بات کہتی۔ ف۳ وہ ہنستے تھے اس پر کہ خشک زمین میں غرق کا بچاؤ کرتا ہے۔ یہ ہنستے اس پر کہ موت سر پر کھڑی ہے اور یہ ہنستے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ این جملہ زیادہ کردہ شد در وسط قصہ قوم نوح تا تنبیہ باشد بر تطبیق حال مشرکین مکہ با حال قوم حضرت نوح ۱۲ ف۲ یعنی تنور غضب الٰہی ۱۲۔

یہ تمہارے معبود تم پجاریوں کے کام نہیں آسکتے تو میرے کس کام آئیں گے افلاتذکرون کچھ تو عقل سے کام لو اور نصیحت وعبرت حاصل کرو۔ ف۳۲ یہ تین سوالات مقدرہ کے جوابات ہیں مشرکین کہتے اگر نوح (علیہ السلام) سچا پیغمبر ہے تو اسکے پاس دولت کے خزانے کیوں نہیں اور وہ غیب کی خبریں اور پوشیدہ امور ہمیں کیوں نہ بتاتا نیز وہ بشر ہے اور کھاتا پیتا ہے۔ جواب دیا بیشک اللہ کے خزانوں کا میں مالک نہیں ہوں میں تو اللہ کا پیغمبر ہوں اور میرا کام تبلیغ وانذار ہے اور نہ میں عالم الغیب ہوں کہ جو بات چاہوں اور جب چاہوں جان لوں اور نہ میں فرشتہ اور ما فوق البشر ہونے کا مدعی ہوں۔ بلکہ میں بشر اور انسان ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے کمال انسانیت کے بلند ترین مقام (نبوت) پر سرفراز فرمایا ہے۔ یا یہ جملہ معترضہ ہے اور سوالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے۔ ف۳۳ حضرت نوح علیہ السلام کی باتوں اور معقول دلیلوں سے لاجواب ہو کر قوم کے لوگ بول اٹھے کہ اے نوح! تم نے تو ہمارے ساتھ جھگڑا ہی شروع کر دیا ہے اچھا جاؤ ہم نہیں مانتے اور اگر تمہارے دعوے میں کچھ صداقت ہے تو جس عذاب کی دھمکیاں دیتے ہو وہ بھی لے آؤ پھر دیکھا جائے گا۔ قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْکُمْ الخ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا عذاب لانا تو میرے اختیار میں نہیں وہ اللہ کے اختیار میں ہے اور اپنے وقت پر ضرور آئے گا اور جب آئے گا تم اس سے ہرگز بچ نہیں سکو گے۔ ف۳۴ میں تو تمہاری خیرخواہی کرتا ہوں لیکن اگر تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں پر مہر جباریت لگا دے اور تمہیں توفیق ہدایت سے محروم کر دے تو میری خیرخواہی سے تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ شکوی ہے قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ جواب شکوی ہے اگر میں نے اللہ پر افترار کیا ہے تو اس کی سزا مجھے ملے گی مگر یہ میرا افترار کرنا تو غلط ہے اس لئے میری طرف افترار علی اللہ کی نسبت کرنے کا جرم تم پر ثابت ہے جس کی تم ضرور سزا پاؤ گے۔ (اِنِ افْتَرَیْتُهٗ) ای اختلقتہ وافتعلتہ یعنی الوحی والرسالۃ (فعلی اجرامی) ای عقاب اجرامی وان کنت محقًا فیما اقولہ فعلیکم عقاب تکذیبی (قرطبی ج ۹ ص۲۹)۔ ف۳۵ یہ قوم نوح علیہ السلام کی تباہی کی تمہید ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو بذریعہ وحی مطلع کر دیا گیا کہ جن کی قسمت میں ایمان مقدر تھا وہ ایمان لا چکے اور باقیوں میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا اس لئے آپ ان کے استہزار و تمسخر اور تکذیب وایذار پر غمگین نہ ہوں اب ان کی ہلاکت کا وقت قریب آگیا ہے۔ مبتدعین حضرت نوح علیہ السلام کے لئے علم غیب ثابت کرنے کے لئے کہا کرتے ہیں کہ ان کو اپنی قوم کی آئندہ نسلوں کے انجام کا علم تھا کہ ان میں اب کوئی بھی ایسا شخص نہیں پیدا ہوگا جو راہ راست پر ہو اور توحید کو قبول کرے کیونکہ انہوں نے عذاب کی دعا مانگتے وقت کہا تھا۔ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (نوح) اے اللہ اگر تو اس قوم کو اب ہلاک نہیں کرے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کرنے ہی

إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ
مگر جس پر پہلے ہو چکا ہے حکم ف۱ اور سب ایمان والوں کو اور ایمان نہ لائے
مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا
تھے اس کے ساتھ مگر تھوڑے ف۲ اور بولا ۳۶ سوار ہو جاؤ اس میں اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا
وَمُرْسَاهَا ۚ إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٤١﴾ وَهِيَ تَجْرِي
اور ٹھہرنا تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان اور وہ لئے جا رہی تھی
بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ
ان کو لہروں میں جیسے پہاڑ اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا
فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَب مَّعَنَا وَلَا تَكُن مَّعَ
تھا کنارے اے بیٹے سوار ہو جا ساتھ ہمارے اور مت رہ ساتھ
الْكَافِرِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ
کافروں کے بولا ۳۷ جا لگوں گا کسی پہاڑ کو جو بچا لے گا مجھ کو
الْمَاءِ ۚ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَن
پانی سے کہا کوئی بچانے والا نہیں آج اللہ کے حکم سے ۳۸ مگر جس پر
رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ﴿٤٣﴾
وہی رحم کرے اور حائل ہو گئی دونوں میں موج پھر ہو گیا ڈوبنے والوں میں ف۲
وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ
اور حکم آیا اے زمین ۳۹ نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا اور سکھا دیا گیا
الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ ۖ وَقِيلَ
پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا
بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ
کہ دور ہو قوم ظالم ف۳ اور پکارا نوح نے ۴۰ اپنے رب کو کہا

موضح قرآن

ف۱ ہر جانور کا جوڑا رکھ لیا کشتی میں جن کی نسل رہنی مقدر تھی اور گھر والوں میں سے جس پر بات پڑ چکی ایک بیٹا کنعان اور اس کی ماں سو ڈوبے اور تین بیٹے بچے جن کی اولاد ساری خلق ہے اور تنور تھا حضرت نوح کے گھر میں طوفان کا نشان بنا رکھا کہ جب اس تنور سے پانی اُبلے تب کشتی میں سوار ہو جائیو۔ ف۲ اس دن بلند پہاڑ کے بلند درخت بھی ڈوب گئے کہ پرندہ کا بچاؤ نہ تھا۔ ف۳ چالیس دن پانی آسمان سے برسا اور زمین سے اُبلا پھر چھ مہینے بعد پہاڑوں کے سر کھلے کہ کشتی لگی جودی پہاڑ سے ملک شام میں ہے یہ پہاڑ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی زن نوح وکنعان پسر نوح ۱۲۔

کی کوشش کریں گے اور ان کی نسلوں میں کفار و فجار کے سوا کوئی پیدا نہیں ہوگا مگر یہ استدلال سراسر غلط اور قرآن سے بے اعتنائی اور بے خبری کا نتیجہ ہے حضرت نوح علیہ السلام عالم الغیب ہونے کی وجہ سے یہ بات نہیں جانتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ذریعۂ وحی انہیں اس کی اطلاع دی تھی جیسا کہ آیت زیر تفسیر میں اس کی صراحت موجود ہے **ف۳۶** بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا یعنی ہماری حفاظت میں اور ہماری ہدایات کے مطابق کشتی تیار کرو اور ان مشرکین کے بارے میں اب دفع عذاب یا مہلت دینے کی ہرگز سفارش نہ کرنا کیونکہ انہیں غرق کرنے کا فیصلہ حتمی اور قضاءِ مبرم ہے۔ **ف۳۷** یصنع ،کان محذوف کی خبر ہے. حذف کان مع بقاء خبر کلام عرب میں جائز ہے لَوْ اور اِنْ کے بعد کان کا

رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ
اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں میں اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے
وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ
اور تو سب سے بڑا حاکم ہے ف۱ فرمایا اے نوح ع وہ
لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا
نہیں تیرے گھر والوں میں اس کے کام ہیں خراب سو مت
تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ
پوچھ مجھ سے جو تجھ کو معلوم نہیں میں نصیحت کرتا ہوں تجھ کو کہ
تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ
نہ ہو جائے تو جاہلوں میں ف۲ بولا اے رب میں پناہ مانگتا ہوں تیری
اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ
اس سے کہ پوچھوں تجھ سے جو معلوم نہ ہو مجھ کو اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو
وَتَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾ قِیْلَ یٰنُوْحُ
اور رحم نہ کرے تو میں ہوں نقصان والوں میں ف۳ حکم ہوا اے نوح
اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَعَلٰۤى اُمَمٍ
اتر آ سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور ان فرقوں پر جو
مِّمَّنْ مَّعَكَ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ
تیرے ساتھ ہیں اور دوسرے فرقے ہیں کہ ہم فائدہ دیں گے ان کو پھر پہنچے گا ان کو
مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ
ہماری طرف سے عذاب دردناک ف۴ یہ باتیں منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں کہ
نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ
کہ ہم بھیجتے ہیں تیری طرف نہ تجھ کو ان کی خبر تھی اور نہ تیری قوم کو

حذف مشہور و معروف ہے یحذ فونها ویبقون الخبر بعد لو وان کثیرًا اشتهر (الفیہ ابن مالک) مشرکین حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بناتے دیکھ کر ان سے استہزاء کرتے کہ یہ کشتی خشک زمین پر کیسے چلاؤ گے یہاں تو کوئی سمندر یا دریا نہیں. حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا استہزاء کر لو ہمارا وقت بھی آجائے گا جب ہم دیکھیں گے کہ تم ذلیل و رسوا کرنے والے عذاب میں مبتلا ہو اور ہم محض اللہ کی مہربانی سے اس کشتی میں اس سے محفوظ ہیں۔ **ف۳۸** تنور سے یا اس کا حقیقی معنی مراد ہے یعنی روٹیاں پکانے کا تنور جیسا کہ جمہور کی رائے ہے والمراد من التنور تنور الخبز عند الجمهور (روح ج ۱۲ ص۵۲) تنور سے پانی کا نکلنا طوفان کی علامت تھی۔ یا یہ غضب الٰہی کے جوش میں آنے سے کنایہ ہے۔ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ الخ مستثنیٰ کو مجمل رکھا اور اس میں حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی صراحت نہ کی تاکہ ان کا دل آزردہ نہ ہو۔ **ف۳۹** بِسْمِ اللّٰهِ میں با استعانت کے لئے ہے۔ اس کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ یہ کشتی محض اللہ کی اعانت و توفیق سے اپنے سواروں کے ساتھ صحیح و سالم منزل مقصود پر پہنچ کر لنگر انداز ہوگی۔ وَهِیَ تَجْرِیْ الخ اس سے پہلے اندراج ہے یعنی تمام مؤمنین اور حضرت نوح علیہ السلام کے اہل بیت بیوی اور ایک بیٹے کے علاوہ کشتی میں سوار ہو گئے، طوفان زوروں پر آگیا اور کشتی نوح پہاڑ ایسی بلند و مہیب موجوں میں سے اللہ کی حفاظت سے گذر رہی تھی کہ یہ دور حضرت نوح علیہ السلام کی نظر اپنے بیٹے پر پڑ گئی۔ یہ بیٹا کنعان مشرک تھا اور کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا. حضرت نوح علیہ السلام نے اسے آواز دی بیٹا اب بھی وقت ہے ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ لقمۂ طوفان نہ بنو۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے بیٹے کا مشرک ہونا معلوم

ف۱ جملہ معترضہ برائے بیان صداقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

تھا مگر انہوں نے سمجھا کہ اس ہولناک طوفان کو دیکھ کر شاید وہ ایمان لے آئے اس لئے اسے کشتی کی طرف بلایا۔ لیکن بہت سے محققین امام ماتریدی وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ منافق تھا اور حضرت نوح علیہ السلام کو اس کا علم نہ تھا وہ اسے اپنے دین توحید پر سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے اس کو کشتی میں سوار ہو جانے کو کہا۔ قیل نما نادا ہ لانه کان ینافقه فظن انه مؤمن واختارہ کثیر من المحققین کالماتریدی وغیرہ وقیل کان یعلم انه کافر الی ذالك الوقت لکنه علیه السلام ظن

موضح قرآن ف۱ یعنی ایک عورت تو ہلاکت میں آچکی اب چاہیے بیٹے کو ہلاکت میں گن چاہے نجات میں۔ ف۲ آدمی پوچھتا ہے جو معلوم نہ ہو لیکن مرضی معلوم چاہیئے۔ یہ کام ہے جاہل کا کہ اگلے کی مرضی نہ دیکھے پوچھنے کی پھر پوچھے۔ ف۳ حضرت نوح نے توبہ کی لیکن یہ نہ کہا کہ پھر ایسا نہ کروں گا کہ اس میں دعویٰ نکلتا ہے بندے کو کیا مقدور ہے چاہیئے کہ اسی کی پناہ مانگے کہ مجھ سے پھر نہ ہو۔ ف۴ حق تعالیٰ نے تسلی فرمادی کہ پھر سارے نوع انسان پر ہلاکت نہ آوے گی قیامت سے پہلے مگر بعضے فرقے ہلاک ہوں گے۔

انہ عندمشاھدتہ تلك الاھوال وبلوغ السیل الربٰی ینزجر عما کان علیہ (روح ج ۱۲ ص۵۹) ۵۴۰ کنعان نے کہا مجھے تمہاری کشتی کی ضرورت نہیں ابھی میں
اس ساتھ والے پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں وہ مجھے اس طوفان سے بچالے گا۔ مشرک لوگ سر آڑے وقت میں غیر اللہ سے آس لگائے رہتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کو بھول جاتے
ہیں۔ کنعان نے بھی اپنی عادت مستمرہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا بلکہ پہاڑ کی پناہ لینے کی کوشش کی جو کامیاب نہ ہو سکی۔ ۵۴۱ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا
آج طوفان سے اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکے گا اس لئے پہاڑ وغیرہ کی پناہ بے سود ہے۔ مَنْ رَّحِمَ میں موصول سے ذات باری تعالیٰ مراد ہے گویا کہ یوں کہا گیا لَا عَاصِمَ

مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٩﴾ ع
اس سے پہلے سو تو صبر کر البتہ انجام بھلا ہے ڈرنے والوں کا
وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
اور عاد کی طرف ۵۴۷ ہم نے بھیجا ان کے بھائی ہود کو بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿٥٠﴾
کوئی تمہارا حاکم نہیں سوائے اس کے تم سب جھوٹ کہتے ہو
يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى
اے قوم میں تم سے نہیں مانگتا اس پر مزدوری میری مزدوری اسی پر ہے
الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٥١﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا
جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر کیا تم نہیں سمجھتے اور اے قوم گناہ بخشواؤ
رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا
اپنے رب سے ۵۴۸ پھر رجوع کرو اس کی طرف چھوڑے گا تم پر آسمان سے دھاریں
وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿٥٢﴾
اور زیادہ دے گا تم کو زور پر زور اور روگردانی نہ کرو گنہگار ہو کر
قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ
بولے اے ہود ۵۴۹ تو ہمارے پاس کوئی سند لے کر نہیں آیا اور ہم نہیں چھوڑنے والے
اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٣﴾ اِنْ
اپنے ٹھاکروں (معبودوں) کو تیرے کہنے سے اور ہم نہیں تجھ کو ماننے والے ہم تو یہی
نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْۗءٍ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ
کہتے ہیں ۵۵۰ کہ تجھ کو آسیب پہنچایا ہے کسی ہمارے ٹھاکروں (معبودوں) نے بری طرح بولا میں
اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿٥٤﴾
گواہ کرتا ہوں اللہ کو ۵۵۱ اور تم گواہ رہو کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو

معانقہ ۹ الوقف علی فاصبر احسن والیق ۱۲

ع ۴ ۹

۱؎ دوسرا قصہ عنی اہلی اخرین ۱۲ یہ متعلق بدعوی اور ولی ۱۲
۲؎ معبودان باطل کو عبادت و پکار کے لائق سمجھنے اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے کی وجہ سے ۱۲

۳؎ مستثنی متصل

اَلْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا هُوَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اور ضمیر
کی جگہ جملہ اظہار شان رحمت کے لئے لایا گیا۔ یا عَاصِم
صیغہ نسبت ہے لابن (دودھ والا) اور تامِرٌ (کھجور
والا) کی طرح۔ اور موصول سے مرحوم مراد ہے ای لا ذا عصمۃ
ای معصوم الا من رحمہ اللہ تعالیٰ (روح
ج ۱۲ ص۶۰ ومظہری ج ۵ ص۸۹) یا مستثنیٰ منقطع ہے یعنی
آج کوئی بچانے والا نہیں البتہ جس پر اللہ کی رحمت ہو گئی
وہی بچے گا۔ (الا من رحم) استثناء منقطع والمعنی
لکن من رحمہ اللہ معصوم (کبیر ج ۱۷ ص۲۳۳) وَحَالَ
بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ الخ اتنے میں طوفان کی ایک لہر نے کنعان
کو اپنی لپیٹ میں لے کر اس کا کام تمام کر دیا۔ ۵۴۲
جب تمام مشرکین غرقاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے زمین
کو حکم دیا کہ اب وہ پانی باہر نکالنے کے بجائے اپنے اندر
اسے جذب کرلے اور آسمان کو بارش برسانے سے رک
جانے کا حکم دیدیا ادھر کشتی نوح علیہ السلام جودی پہاڑ
کے دامن میں جا رکی۔ یہ پہاڑ موصل یا شام کے علاقے
میں ہے۔ ۵۴۳ حضرت نوح علیہ السلام کی یہ ندا طوفان
تھم جانے کے بعد تھی یا جس وقت انہوں نے بیٹے کو غرق
ہوتے دیکھا اسی وقت یہ ندا کی۔ یعنی اے اللہ! میرا بیٹا
تو میرے اہل بیت سے تھا جن کو طوفان سے بچانے کا تو
نے مجھ سے وعدہ فرمایا اور تیرا وعدہ بھی برحق ہے اس
میں تخلف ناممکن ہے اور تو احکم الحاکمین اور مالک الملک ہے
تیرے سامنے کسی کو دم مارنے کی کیا مجال؟ حضرت نوح
علیہ السلام اپنے بیٹے کو مؤمن سمجھتے تھے اسی لئے یہ سوال
کیا ورنہ یہ ناممکن ہے کہ وہ دوسرے کافروں کی ہلاکت
چاہیں مگر اپنے کافر بیٹے کی سلامتی کے متمنی ہوں۔ لانہ کانہ
عندہ مؤمنًا فی ظنہ ولم یك نوح یقول لربہ
(اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ) الا وذلك عندہ کذلك اذ محال
ان یسأل ھلاك الکفار ثم یسأل فی انجاء بعضہم
وکان ابنہ یسر الکفر ویظھر الایمان الخ (قرطبی ج ۹ ص۴۵) ۵۴۴ فرمایا اے نوح! یہ تیرے ان اہل بیت سے نہیں جن کو نجات دینے کا میں نے وعدہ
کیا تھا کیونکہ اس کے اعمال نیک نہیں بلکہ وہ مشرک ہے اس لئے جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے بارے میں مجھ سے مت سوال کرو۔ دلوں کے بھید تو اللہ جانتا ہے
حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کے نفاق سے بے خبر تھے اس لئے اس بارے میں سوال کر بیٹھے۔ فاخبر اللہ تعالیٰ نوحا بما ھو منفرد بہ من علم الغیوب ای
علمت من حال ابنك ما لم تعلمہ انت الخ (قرطبی) اس آیت سے شفاعت قہری اور غیر اللہ کے مختار و متصرف ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت نوح
علیہ السلام اپنے بیٹے کو نہ ہدایت پر لا سکے اور نہ عذاب الٰہی سے اسے بچا سکے۔ ۵۴۵ اصل حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بے محل سوال پر
اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور رحمت کی درخواست کی۔ وَاِلَّا اصل میں وان لا تھا نون کو لام میں ادغام کر دیا گیا۔ ۵۴۶ حضرت نوح علیہ السلام کو سلامتی اور نزول برکات

کی بشارت دی گئی تاکہ ان کو تسلی ہو جائے کہ ان کی استغفار اور طلب رحمت کی درخواست منظور ہو چکی ہے۔ فرمایا اب کشتی سے اترو، تم اور جو نیک اور صالح امتیں تمہاری پشت میں ہیں ہماری سلامتی اور برکات کی مورد ہوں گی اور تمہاری نسل سے جو امتیں توحید کی باغی ہوں گی دنیا میں تو ان کو عیش ملے گی مگر آخرت میں وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ **ف۴۷** جملہ معترضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ میں حاضر نہ تھے مگر اس کے باوجود آپ ان کے صحیح صحیح حالات بیان کر رہے ہیں یہ آپ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے آپ اللہ کے سچے نبی ہیں اور اللہ کی طرف سے ذریعۂ وحی آپ کو انبیاء سابقین علیہم السلام کے احوال و واقعات بتائے جاتے ہیں۔ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ فَاصْبِرْ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو تبلیغ کی اور ان کی تکلیفیں اٹھائیں آخر کار ان کے دشمن تباہ ہوئے اسی طرح بہتر انجام آپ کا اور آپ کے متبعین کا ہوگا اور آپ کے دشمن ذلیل و خوار ہوں گے۔ **ف۴۸** یہ دوسرا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے حضرت ہود علیہ السلام نے واضح الفاظ میں اپنی قوم کو یہ پیغام دیا يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ میری قوم صرف خدائے واحد کو پوجو اور صرف اسی کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ یعنی وحدوا اللہ ولا تشرکوا معہ شیئا فی لعبادۃ (خازن ج ۳ ص۲۳) اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ تم اپنے معبودان باطلہ کو دعا اور پکار میں اللہ کے شریک بنا کر اللہ پر افترا کرتے ہو۔ **ف۴۹** شرک کو چھوڑ کر اللہ کی توحید پر ایمان لاؤ اور اپنے گذشتہ مشرکانہ اعمال و افعال کی اللہ سے معافی مانگو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ تمہیں خوشحال اور عیش و آرام کی زندگی سے ہمکنار کرے گا اور تمہاری جمعیت کو مضبوط بنائے گا۔ الی بمعنی مع ہے۔ **ف۵۰** قوم نے انتہائی ضد و عناد سے پیغام توحید کا انکار کیا اور الٹا حضرت ہود علیہ السلام پر طعن کرنے لگے عَنْ قَوْلِكَ میں عن سببیہ ہے۔ قوم نے کہا اے ہود! تم اپنے دعوے پر کوئی دلیل تو لائے نہیں اس لئے صرف تمہارے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور نہ تم پر ہی ایمان لانے کو تیار ہیں۔ قوم نے فرط عناد و جہالت سے یہ جواب دیا تھا ورنہ توحید کے دلائل واضحہ اور آیات باہرہ ان کے سامنے پیش کی جا چکی تھیں انما قالوہ لفرط عنادھم اولشدۃ عماھم عن الحق وعدم نظرھم فی الاٰیات الخ (روح

مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾

اس کے سوا سو برائی کرو میرے حق میں تم سب مل کر پھر مجھ کو مہلت نہ دو

اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۭ مَا مِنْ دَآبَّةٍ

میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو رب ہے میرا اور تمہارا کوئی نہیں زمین پر پاؤں

اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي صِرَاطٍ

دھرنے والا مگر اللہ کے ہاتھ میں ہے چوٹی اس کی **فا** بے شک میرا رب ہے سیدھی

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ

راہ پر **ف۵۳** **ف** **ح۲** پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو میں پہنچا چکا تم کو جو میرے ہاتھ بھیجا

بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا

تھا تمہاری طرف اور قائم مقام کرے گا میرا رب کوئی اور لوگ اور نہ

تَضُرُّوْنَهٗ شَـيْـــًٔا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾

بگاڑ سکو گے اللہ کا کچھ تحقیق میرا رب ہے **ف۵۴** ہر چیز پر نگہبان **ف۳**

وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور جب پہنچا ہمارا حکم **ف۵۵** بچا دیا ہم نے ہود کو اور جو لوگ ایمان لائے تھے

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾

اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بچا دیا ان کو ایک بھاری عذاب سے **ف۱**

وَتِلْكَ عَادٌ ڐ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ

اور یہ تھے عاد کہ منکر ہوئے اپنے رب کی باتوں سے اور نہ مانا اس کے رسولوں کو

وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ

اور مانا **ف۵۶** حکم ان کا جو سرکش تھے مخالف اور پیچھے سے آئی ان کو

هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا

اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن بھی سن لو عاد

ج ۱۲ ص۸۱)۔ **ف۵۱** یہ مشرکین کا ایک نہایت ذلیل طعن تھا وہ چونکہ اپنے معبودان باطلہ کو متصرف و مختار مانتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے پجاریوں پر خوش ہو کر ان کو نفع پہنچاتے اور اپنے مخالفوں پر ناراض ہو کر ان کو تکلیف اور نقصان پہنچاتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا کہ تم ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہو اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ناراض ہو کر (عیاذاً باللہ) تمہیں دیوانہ بنا دیا ہے اور تم پر ان کی مار پڑی ہے کہ مجنون کی طرح ہر وقت توحید توحید کی رٹ لگاتے رہتے ہو۔ اعتراك اصابك بعض اٰلهتنا بسوء بجنون وخبل (مدارک ج ۲ ص۱۶۷) بسوء ای بجنون لسبك ایاها عن ابن عباس وغیرہ (قرطبی ج ۹ ص۵) اِنَّكَ شَتَمْتَ

موضح قرآن **ف۱** یعنی جو سیدھی راہ چلے وہ اس سے ملے۔ **ف۲** یعنی اللہ کے رسول کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے کہ اللہ نگہبان ہے۔ **ف۳** گاڑھی مار وہی جو دنیا میں آئی یا آخرت کے عذاب سے۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی مالک او است ۱۲ **ف۲** یعنی حکیم است ۱۲

الهتنا فجعلتك مجنونًا وافسدت عقلك (کبیر ج۱۸ ص۱۳) **۵۲** مشرکین کے مذکورہ طعن کے جواب میں حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور تم بھی میری بات سن لو اور گواہ رہنا کہ میں تمہارے معبودوں کو متصرف و مختار اور کارساز ماننے سے بری ہوں اور میں ان کو عاجز و بے بس سمجھتا ہوں اس لئے تم میرے خلاف جو چاہو منصوبہ بنا لو مجھے اس کی پرواہ نہیں اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ کیونکہ میرا بھروسہ اور اعتماد اللہ پر ہے جو میرا اور تم سب کا کارساز ہے اور ساری مخلوق اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے اور وہی سب کا مالک ہے۔ هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا یہ قبضہ و تصرف سے کنایہ ہے۔ ای یصرفها کیف یشاء ویمنعها عما یشاء (قرطبی ج۹ ص۵۲) **۵۳** اس کی متعدد ترکیبیں ہیں۔

كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ع ⑥⓪ وَ

منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے عاد کو جو قوم تھی ہود کی ف۱ اور

اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا م قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

ثمود کی طرف بھیجا ان کا بھائی صالح ۵۴ بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

کوئی حاکم نہیں تمہارا اس کے سوا اسی نے بنایا ہے تم کو زمین سے

وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ ؕ

اور بسایا تم کو اس میں سو گناہ بخشواؤ اس سے اور رجوع کرو اس کی طرف

اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ⑥① قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ

تحقیق میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا بولے اے صالح ۵۵ تجھ سے تو

فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ

ہم کو امید تھی اس سے پہلے کیا تو ہم کو منع کرتا ہے کہ پرستش کریں جن کی

اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ⑥②

پرستش کرتے رہے ہمارے باپ دادے اور ہم کو تو شبہ ہے اس میں جس کی طرف تو بلاتا ہے ایسا کہ دل نہیں مانتا ف۲

قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ

بولا اے قوم ۵۶ بھلا دیکھو تو اگر مجھ کو سمجھ مل گئی اپنے رب کی طرف سے

وَاٰتٰىنِیْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ

اور اس نے مجھ کو دی رحمت اپنی طرف سے پھر کون بچائے مجھ کو اس سے اگر

عَصَیْتُهٗ قف فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ غَیْرَ تَخْسِیْرٍ ⑥③ وَیٰقَوْمِ

اس کی نافرمانی کروں سو تم کچھ نہیں بڑھاتے میرا سوائے نقصان کے اور اے قوم

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰهِ

یہ اونٹنی ہے اللہ کی ناقہ تمہارے لئے نشانی سو چھوڑ دو اس کو کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں

ع ۵ ۵ وقف لازم

عَلٰی کا متعلق فعل محذوف ہے ای یدل اور صراط مستقیم سے توحید مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ دین توحید کی طرف راہنمائی فرماتا ہے۔ یا صراط مستقیم سے مطلقًا حق مراد ہے یا عدل و انصاف اور عَلٰی کا متعلق کائن وغیرہ محذوف ہے یعنی اللہ تعالیٰ حق اور سچائی پر ہے وہ اس سے کبھی بھی عدول نہیں فرماتا۔ یا وہ اگرچہ قادر مطلق ہے لیکن پھر بھی مجرموں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا و سزا دیتا ہے۔ یا ربی سے پہلے مضاف محذوف ہے ای دین ربی یعنی میرے رب کا دین صراط مستقیم ہے۔ ان ربی علی الحق لا یعدل عنه او ان ربی یدل علی صراط مستقیم (مدارک ج۲ ص۱۴۵) یعنی ان ربی وان کانت قادرًا وانتم فی قبضته کالعبد الذلیل فانه سبحانه وتعالیٰ لا یظلمکم ولا یعمل الا بالاحسان والانصاف والعدل . . . . وقیل معناه ان دین ربی هو الصراط المستقیم (خازن و معالم ج۳ ص۲۳۵) **۵۴** اگر مشرکین ضد و انکار پر اڑے رہیں اور ماننے پر نہ آئیں تو آپ کہہ دیں میں نے تو اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا اور حجت خداوندی قائم کر دی اب تمہاری تباہی کا وقت قریب ہے اللہ تمہیں عذاب سے ہلاک کر کے تمہاری جگہ اوروں کو لائے گا اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے اور وہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اس لئے تمہیں ان کی پوری پوری سزا دے گا۔ **۵۵** آخر قوم ہود پر اللہ کا عذاب آگیا ساری قوم ہلاک ہوئی حضرت ہود علیہ السلام اور جو لوگ ان پر ایمان لا چکے تھے اللہ نے ان کو ایمان کی بدولت اور اپنی رحمت سے بچا لیا اور عذاب سے محفوظ رکھا۔ وَتِلْكَ عَادٌ الخ اس سے چونکہ مشرکین تک کو سمجھانا مقصود ہے اور قوم عاد کا واقعہ ان کے ذہنوں میں آچکا ہے اس لئے تلک سے اس قصہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اسم اشارہ ہمیشہ محسوس مبصر کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اکثر معہود فی الذہن کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ یہاں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سینکڑوں برس پہلے قوم عاد تباہ و برباد ہو چکی تھی اور خارج میں ان کا کوئی وجود نہ تھا مگر اس کی باوجود تلک سے ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ علی ہذا قبر میں جب میت سے سوال ہوگا مَا تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ ؟ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس وقت حضور علیہ السلام قبر میں حاضر ہوں گے بلکہ یہاں بھی اشارہ معہود فی الذہن کی طرف ہے وَعَصَوْا رُسُلَهٗ ایک رسول کی تکذیب اور نافرمانی تمام رسولوں کے عصیان کو مستلزم ہے اس لئے جمع کا صیغہ لایا گیا۔ **۵۶** انبیاء علیہم السلام کی پیروی کے بجائے انہوں نے اپنے سرکش اور معاند سرداروں کی پیروی کی جو انہیں شرک کی دعوت دیتے اور پیغمبروں کو جھٹلانے کی ترغیب دیتے تھے۔ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً الخ کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہدایت سے محروم رہے اور دنیا و آخرت میں ملعون و مقہور ہوئے۔ **۵۷** یہ تیسرا

موضح قرآن ف۱ یعنی قیامت کو یوں پکاریں گے۔ ف۲ تجھ پر ہم کو امید تھی۔ یعنی ہونہار لگتا تھا کہ باپ دادے کی راہ روشن کرے گا تو لگا مٹانے۔

قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ سے پیغام توحید قوم کے سامنے پیش کیا هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ الخ اللہ ہی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور زمین میں تم کو آباد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بنیادی انعامات کا ذکر کیا تاکہ قوم کے دلوں میں جذبۂ تشکر و امتنان پیدا ہو اور وہ اللہ کی توحید کو قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ ۵۸ ہر قوم نے اپنے پیغمبر کو نئے سے نیا طعن دیا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے جب قوم کے سامنے مسئلہ توحید پیش کیا جو ان کے بگڑے ہوئے مزاج کے خلاف تھا تو وہ بول اٹھے کہ اے صالح! ہم تو تمہیں بڑا اچھا اور لائق سمجھتے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ تم اپنی لیاقت و قابلیت سے قوم کو بام عروج پر پہنچا دو

وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾
اور مت ہاتھ لگاؤ اس کو بری طرح پھر تو آ پکڑے گا تم کو عذاب بہت جلد ف۱
فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ
پھر اس کے پاؤں کاٹے تب کہا فائدہ اٹھا لو اپنے گھروں میں تین دن
ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا
یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا پھر جب پہنچا ۱۵ حکم ہمارا بچا دیا
صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ
ہم نے صالح کو اور جو ایمان لائے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور اس دن کی
يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾ وَاَخَذَ
رسوائی سے بے شک تیرا رب وہی ہے زور والا زبردست اور پکڑ لیا
الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ
ان ظالموں کو ہولناک آواز نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں
جٰثِمِيْنَ ﴿٦٧﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۠
اوندھے پڑے ہوئے جیسے کبھی رہے ہی نہ تھے وہاں سن لو ثمود
كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿٦٨﴾ وَلَقَدْ جَآءَتْ
منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے ثمود کو ف۲ اور البتہ آچکے ہیں ۱۲
رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ
ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لیکر بولے سلام وہ بولا
سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا
سلام ہے پھر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک بچھڑا تلا ہوا ف۳ پھر جب
رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ
دیکھا ۱۲ ان کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر تو کھٹکا اور دل میں ان سے

اى غير مكذوب فيه ١٢

ع ٦

گے اور ہم تو تمہارے ساتھ بڑی امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے مگر تم نے خلاف توقع اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا اور ہمیں بھی کہتا ہے کہ ہم بھی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیں۔ اَنْ نَّعْبُدَ اى عن ان نعبد — مَا يَعْبُدُ موصولہ سے مراد معبودان باطلہ۔ مَا تَدْعُوْنَآ موصولہ سے مسئلہ توحید مراد ہے۔ ما تدعونا اليه من التوحيد (مدارک ج ۲ ص ۱۴۹) یعنی کیا تو ہمیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ ہم اپنے ان معبودوں کی عبادت کریں جن کی ہمارے آباؤ اجداد عبادت کیا کرتے تھے۔ صاف بات ہے مسئلہ توحید جس کی تو ہمیں دعوت دیتا ہے اس کے بارے میں ہمارے دلوں میں بہت شکوک و شبہات ہیں۔ ۵۹ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو جواب دیا میری قوم! اگر میرے پاس دعوائے توحید پر اپنے پروردگار کی طرف سے دلائل موجود ہوں اور اللہ کی جانب سے مجھ پر مسلسل وحی بھی نازل ہو رہی ہو (یعنی میں اللہ کا پیغمبر بھی ہوں) اور پھر میں تمہاری خواہشات کی پیروی کرنے لگوں اور اللہ کی توحید کا پیغام چھوڑ کر اس کی نافرمانی کا مرتکب ہو جاؤں تو تم ہی بتاؤ مجھے اللہ کی گرفت سے کون بچائے گا۔ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ تم تو مجھے اپنے پیچھے چلا کر سراسر خسارے میں ڈالنا چاہتے ہو۔ ۶۰ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ایک مخصوص پتھر سے ایک اونٹنی نکال دیں تو وہ انہیں سچا نبی مان لیں گے حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تو اللہ کے حکم سے بطور معجزہ اسی وقت پتھر سے اونٹنی نکل آئی تب حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اونٹنی ایک معجزہ ہے اور تمہارے لئے میری سچائی کی بہت بڑی دلیل ہے، اسکی خوراک تمہارے ذمہ نہیں وہ اللہ کی زمین میں چل پھر کر اپنا پیٹ بھر لے گی تم اس سے تعرض مت کرنا ورنہ فوراً اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ فَعَقَرُوْهَا مگر وہ باز نہ آئے اور ایک آدمی کو اس کے قتل کرنے پر مامور کیا اس نے موقع پا کر اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اسے قتل کر دیا تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تین دن تک گھروں میں اپنی زندگی سے فائدہ اٹھا لو اس کے بعد تمہاری ہلاکت ہے یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اس میں ذرہ بھر جھوٹ نہیں غَيْرُ مَكْذُوْبٍ اى فيه (روح)۔ ۶۱ جب

موضح قرآن ف۱ حضرت صالح نے قوم نے معجزہ مانگا۔ حق تعالیٰ نے ان کی دعا سے پتھر میں سے اونٹنی نکالی اسی وقت اس نے بچہ دیا اسی وقت ماں کے برابر ہو گیا۔ حضرت صالح نے فرمایا کہ اس کی تعظیم کرتے رہو گے تب تک دنیا کا عذاب نہ ہوگا۔ جہاں وہ جاتی کھانے کو یا پینے کو سب جانور بھاگ جاتے۔ اور آدمی کوئی اس کو نہ ہانکتا ف۲ ان پر عذاب آیا اس طرح کہ رات پڑے سوتے تھے فرشتے نے چنگھاڑ ماری سب کے جگر پھٹ گئے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ وہ کئی شخص فرشتے تھے قوم لوط پر جاتے تھے ہلاک کرنے کو اول حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور بشارت دی بیٹے کی ان کو بی بی سے بیٹا نہ تھا اول حضرت ابراہیم نے نہ پہچانا کہ فرشتے ہیں کھانا لے آئے ۱۲ منہ رحمہ۔

ہمارے عذاب کا معین وقت آپہنچا تو ہم نے صالحؑ اور اس کے مؤمن ساتھیوں کو محض اپنی رحمت سے نجات دی اور اس دن کی ذلت و رسوائی سے ان کو بچالیا وَ اَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الخ اور ظالم (مشرک)، لوگ ایک ہی آسمانی چیخ سے اپنے گھروں میں اس طرح ڈھیر ہوگئے گویا کہ وہ ان میں کبھی آباد ہی نہیں ہوئے تھے۔ یہ ہے اللہ کے پیغمبروں اور اللہ کی توحید کا انکار کرنے والوں کا انجام۔ ۶۲ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے وہ چونکہ انسانی شکلوں میں تھے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں نہ پہچان سکے اور یہی سمجھا کہ ان کے پاس کوئی آدم زاد مہمان آگئے ہیں اس لئے فوراً تشریف لے گئے اور بچھڑے کا گوشت تل بھون کر لے آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ بآں شان خلّت غیب داں نہ تھے اگر غیب داں ہوتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ یہ فرشتے ہیں اور فرشتے کھانا نہیں کھاتے۔

خِيفَةً ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ﴿٧٠﴾

ڈرا وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں طرف قوم لوط کی ف۱

وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِن

اور اس کی عورت کھڑی تھی ۲۲ تب وہ ہنس پڑی پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحق کے

وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ ﴿٧١﴾ قَالَتْ يَا وَيْلَتَىٰ أَأَلِدُ وَأَنَا

پیدا ہونے کی اور اسحق کے پیچھے یعقوب کی ف۲ بولی ۶۵ اے خرابی کیا میں بچہ جنوں گی اور میں

عَجُوزٌ وَهَٰذَا بَعْلِي شَيْخًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ﴿٧٢﴾

بڑھیا ہوں اور یہ خاوند میرا ہے بوڑھا یہ تو ایک عجیب بات ہے

قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۖ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

وہ بولے کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے ۶۶ اللہ کی رحمت ہے اور برکتیں

عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ﴿٧٣﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ

تم پر اے گھر والو تحقیق اللہ ہے تعریف کیا گیا بڑائیوں والا پھر جب جاتا رہا

عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ يُجَادِلُنَا فِي

ابراہیم سے ڈر ۶۶ اور آئی اس کو خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے

قَوْمِ لُوطٍ ﴿٧٤﴾ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ ﴿٧٥﴾

قوم لوط کے حق میں البتہ ابراہیم ۶۶ تحمل والا نرم دل ہے رجوع رہنے والا ف۳

يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۖ إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ

اے ابراہیم چھوڑ یہ خیال وہ تو آچکا حکم تیرے رب کا

وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿٧٦﴾ وَلَمَّا جَاءَتْ

اور ان پر آتا ہے عذاب جو لوٹایا نہیں جاتا اور جب پہنچے ۶۹

رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا

ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس غمگین ہوا ان کے آنے سے اور تنگ ہوا دل میں اور بولا آج

نَكِرَهُمْ یعنی ان کو نہ پہچانا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرشتوں کو نہ پہچان سکنے کی صراحت ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ فرشتے بھی عالم الغیب نہیں ورنہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کھانا تیار کرانے سے روک دیتے۔ فرشتوں کو بھی علم نہ ہوسکا کہ وہ کدھر کس لئے جارہے ہیں۔ قال الطیبی لو عرفهم بانهم ملائکة لم یحضر بین ایدیهم الطعام (روح ج ۱۲ ص ۹۶)

۶۳ جب انہوں نے تلے ہوئے بچھڑے کا دستر خوان اپنے "مہمانوں" کے سامنے لاکر رکھا تو انہوں نے کھانے کے لئے دستر خوان کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں خوف سا پیدا ہوا کہ کہیں یہ لوگ برے ارادے سے نہ آئے ہوں کیونکہ اس وقت کا دستور تھا کہ جس شخص سے کسی برائی کا ارادہ ہوتا اس کے گھر کا نمک نہیں کھاتے تھے وکانوا اذا راوا الضیف لا یاکل ظنوا به شرًا (قرطبی ج ۹ ص ۶۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آثار خوف دیکھ کر فرشتے بول اٹھے کہ آپ ڈریں نہیں ہم تو فرشتے ہیں اور قوم لوط پر عذاب لے کر آئے ہیں۔ فرشتوں کی اس وضاحت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حقیقت حال کا علم ہوا۔ ۶۴ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا فا دونوں میں تعقیب ذکری کے لئے ہے اور اس میں تقدیم و تاخیر ہے اصل میں تھا فبشرناها فضحکت یعنی ہم نے اس کو بیٹے کی خوشخبری دی تو وہ خوشی سے ہنس پڑی ان هذا علی التقدیم والتاخیر والتقدیر وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ فضحکت سرورًا بسبب تلك البشارة فقدم الضحك ومعناه التاخیر (کبیر ج ۱۸ ص ۲۳) یہ واقعہ سورۂ ذاریات میں واقعی ترتیب سے مذکور ہے یہاں اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ ذاریات میں سب سے پہلے فرشتوں کی آمد کا ذکر ہے اس کے بعد بیٹے کی خوشخبری کا پھر اس کے بعد زوجۂ ابراہیم علیہ السلام کے اظہار تعجب کا ذکر ہے۔ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا الآیۃ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کی آمد کا مقصد پوچھا تو انہوں نے کہا وہ قوم لوط پر عذاب لیکر آئے ہیں۔

موضح قرآن ف۱ ان کے ساتھ جو عذاب تھا اس کا ڈر پڑا ان کے دل پر ۱۲ منہ رح ف۲ اس ڈر کے رفع ہونے سے خوش ہو کر ہنس پڑیں حق تعالیٰ نے خوشی پر اور خوشیاں سنائیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ حضرت لوط انہی کے بھیجے گئے تھے اس قوم میں جب سنا کہ ان پر عذاب آیا ترس کھا کر سفارش کرنے لگے ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی بسبب خوشوقتی از اہلاک قوم لوط واللہ اعلم ۱۲

يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَ
دن بڑا سخت ہے ف۱ اور آئی اس کے پاس اس کی قوم ف۲ دوڑتی بے اختیار اور
مِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ
آگے سے کر رہے تھے برے کام بولا اے قوم
هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا
یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تم کو ان سے سو ڈرو تم اللہ سے اور مت
تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾
رسوا کرو مجھ کو میرے مہمانوں میں کیا تم میں ایک مرد بھی نہیں نیک چلن ف۳
قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ
بولے تو تو جانتا ہے ف۴ ہم کو تیری بیٹیوں سے کچھ غرض نہیں اور
اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً
تجھ کو تو معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں کہنے لگا کاش مجھ کو تمہارے مقابلہ میں زور ہوتا
اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ
یا جا بیٹھتا کسی مستحکم پناہ میں مہمان بولے اے لوط ف۵ ہم بھیجے ہوئے ہیں
رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ
تیرے رب کے ہرگز نہ پہنچ سکیں گے تجھ تک سو لے نکل اپنے گھر والوں کو کچھ
الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ
رات سے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں کوئی مگر عورت تیری کہ اس کو
مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ
پہنچکر رہے گا جو ان کو پہنچیگا ان کے وعدے کا وقت ہے صبح
اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا
کیا صبح نہیں ہے نزدیک ف۶ پھر جب پہنچا ف۷ حکم ہمارا کر ڈالی ہم نے

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ الآیہ (ذاریات ع۲)۔ **۶۵** حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کی خوشخبری سن کر بہت حیرت وتعجب کا اظہار کیا کیونکہ ان کے خیال میں وہ سن ایاس میں داخل ہوچکی تھیں اور اس عمر میں ان کے بیٹا پیدا ہونا خلاف توقع تھا پھر اس کے ساتھ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر بھی اس کی متقاضی نہ تھی بقول حضرت مجاہد حضرت سارہ کی عمر ننانوے برس تھی اور بقول بعض نوے برس جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال یا بقول بعض ایک سو سال تھی (قرطبی)۔ **۶۶** فرشتوں نے حضرت سارہ کا تعجب دیکھ کر کہا کیا آپ اللہ کی قدرت پر تعجب کرتی ہیں اور اسکی قضاء وقدرت پر حیران ہوتی ہیں؟ اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں اے اہل بیت نبوت! یہ تم پر اللہ کی رحمت وبرکت ہے اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وہ صفات جمالیہ ونعوت جلالیہ کا مالک ہے وہ رحمت وبرکت بھی دیتا ہے اور سرکشوں کو سزا بھی دے سکتا ہے۔ یہ آیت وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ کی مانند جامع صفات باری تعالےٰ ہے۔ **۶۷** جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خوف جاتا رہا اور بیٹے کی خوشخبری مل گئی تو اب فرشتوں سے ان کی آمد کا مقصد پوچھا جب انہوں نے بتایا کہ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ہم قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لئے آئے ہیں تو يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ انہوں نے ہم سے قوم لوط کی سفارش کرنا شروع کردی کہ اللہ! ان کو کچھ اور مہلت دی جائے شاید وہ سمجھ جائیں۔ قصے کی واقعی ترتیب سورۂ ذاریات میں ہے کما مر اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ابراہیم علیہ السلام بہت حوصلے والے، نرم دل اور اللہ کی طرف انابت ورجوع کرنیوالے تھے انہی اوصاف کی بنا پر قوم لوط کو مہلت دینے کی سفارش کرنے لگے۔ **۶۸** اس سے پہلے قلنا محذوف ہے جب کسی گذشتہ واقعہ میں صیغہ امر کا ذکر ہو تو اس سے پہلے قلنا محذوف ہوتا ہے۔ ہم نے ابراہیم سے کہا اس بات کو جانے دو اور ان کی سفارش نہ کرو کیونکہ ان کی ہلاکت کا وقت آچکا ہے اب وہ ہمارے عذاب سے لامحالہ تباہ وبرباد ہوں گے اب ان سے ہمارا عذاب ہرگز نہیں ٹل سکتا۔ یعنی ان العذاب الذی نزل بھم غیر مصروف عنھم ولا مدفوع عنھم (خازن ج۳ ص۲۴۳) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں جو اس سے اپنی مرضی کے مطابق بات منوا سکے۔ **۶۹** یہ پانچواں واقعہ ہے اور دوسرے دعوے ہی سے متعلق ہے۔ جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ اپنی قوم کی عادت بد کے پیش نظر انہیں دیکھ کر بہت غمگین ہوئے اور اپنے کو کمزور اور بے بس محسوس کیا۔ یا دل میں ان کی آمد کو ناپسند کیا۔ ذرع کے معنی اصل میں فراخی کے ہیں یہاں سینے یا طاقت سے کنایہ ہے۔ ضاق بھم ذرعا ای طاقۃ د

موضح قرآن ف۱ یہ فرشتے گئے لڑکے بن کر اور حضرت لوط کو اس قوم کی خو معلوم تھی اس سے خفا ہوئے کہ لڑائی کرنی پڑی ۱۲ رحمہ اللہ ف۲ فرشتے مہمان اترے اُن کے گھر اور قوم دیکھ کر دوڑی یہ ان کو بچانے کو اپنی بیٹیاں بیاہ دینی قبول کرنے لگے لیکن وہ کب مانتے تھے اُس وقت کافر سے بیاہ دینا منع نہ تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ ف۳ ہمارے حضرت کو مکہ فتح ہوا صبح کے وقت شاید یہ وہی اشارت ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی ایشان امارد خوش روئی بودند وعادت قوم معلوم بود پس خوف پیدا شد واللہ اعلم ۱۲۔

جُهُد ا (روح ج ۱۲ ص۱۰۱) وضاق بهم ذرعا اى ضاق صدره بمجيئهم وكرهه (قرطبی ج ۹ ص۷۴) اس واقعہ سے حضرت لوط علیہ السلام کے غیب داں ہونے کی نفی ہوتی ہے اگر انہیں معلوم ہوتا کہ یہ فرشتے ہیں تو انہیں غم کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ فرشتوں پر قوم کی دست درازی ناممکن تھی۔ ف۷۰ حضرت لوط علیہ السلام کا خدشہ درست نکلا جب قوم کے غنڈوں کو ان کے پاس خوبصورت نوجوانوں کی آمد کا علم ہوا تو بری نیت سے ان کی طرف بے اختیار لپکے کیونکہ وہ پہلے ہی سے خلاف فطرت فعل کے عادی تھے۔ قَالَ يَٰقَوْمِ هَٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِي حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو معقول طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی اور فرمایا نادانو! یہ عورتیں جو تمہارے پاس موجود ہیں تمہارے لئے حلال وطیب ہیں۔ اللہ سے ڈرو اور اس کی حدود کو نہ توڑو اور میرے مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی عقل وفہم والا آدمی موجود نہیں۔ جس طرح قوم کا بڑا آدمی اپنی قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں کہہ دیتا ہے اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں کہا۔ نیز ہر پیغمبر اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ عن السدى ان المراد بناته عليه السلام امته ... لان كل نبى اب لامته وبه قال مجاهد وسعيد بن جبير (روح، قرطبی) یا حضرت لوط علیہ السلام کی صلبی بیٹیاں مراد ہیں حضرت لوط علیہ السلام نے بشرط اسلام اپنی بیٹیاں ان سے بیاہ دینے کی پیش کش کی تھی یہ امام زجاج اور حسن بن فضل کا قول ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اسلام کی شرط بھی نہیں تھی کیونکہ اس وقت کافر مرد کا مسلمان عورت سے نکاح جائز تھا۔ من الروح والقرطبی وغیرہما۔ ف۷۱ وہ چونکہ خلاف فطرت فعل کے عادی ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے جواب دیا کہ عورتوں کی طرف ہمیں کوئی رغبت نہیں تمہیں معلوم ہی ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً حضرت لوط علیہ السلام نے جب دیکھا کہ معاملہ اختیار سے باہر ہو رہا ہے تو اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کاش مجھ میں تمہارا مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی یا کوئی ایسی پناہ گاہ ہوتی جس میں اپنے مہمانوں سمیت محفوظ ہو جاتا۔ ف۷۲ جب فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کا کرب واضطراب دیکھا تو بول اٹھے اے لوط! ان کو آنے دو ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں اور انہیں عذاب الٰہی سے ہلاک کرنے آئے ہیں۔ آپ راتوں رات اپنے اہل وعیال کو لے کر بستی سے باہر چلے جائیں اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے إِلَّا امْرَأَتَكَ یہ أَسْرِ بِأَهْلِكَ سے استثناء ہے

عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ
وہ بستی اوپر نیچے اور برسائے ہم نے اس پر پتھر کنکر کے
مَّنضُودٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ ۖ وَمَا هِيَ مِنَ
تہ بہ تہ نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس اور نہیں ہے وہ بستی
الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ﴿۸۳﴾ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ
ان ظالموں سے کچھ دور اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو
قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا
بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوائے اور
تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ۚ إِنِّي أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَ
نہ گھٹاؤ ماپ اور تول کو میں دیکھتا ہوں تم کو آسودہ حال اور
إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ﴿۸۴﴾ وَيَا قَوْمِ
ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے ایک گھیر لینے والے دن کے اور اے قوم
أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا تَبْخَسُوا
پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے اور نہ گھٹا دو
النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۸۵﴾
لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت مچاؤ زمین پر فساد
بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمَا
جو بچ رہے اللہ کا دیا وہ بہتر ہے تم کو اگر ہو تم ایمان والے ف۸۵ اور میں نہیں
أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ
ہوں تم پر نگہبان بولے اے شعیب ف۸۶ کیا تیرے نماز پڑھنے نے تجھ کو
تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَن نَّفْعَلَ
یہ سکھایا کہ ہم چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے یا چھوڑ دیں کرنا

یعنی اپنی بیوی کو ساتھ مت لے جانا کیونکہ وہ بھی قوم کے ساتھ عذاب سے ہلاک کی جائے گی اور ہلاکت کے لئے صبح کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ یہ گویا سوال مقدرہ کا جواب ہے ایبقون الى الصبح کیا وہ صبح تک زندہ رہیں گے یعنی ابھی ہلاک کیوں نہیں کئے جاتے؟ فرمایا کیا صبح قریب نہیں؟ یعنی صبح بھی دور نہیں بے فکر رہو وہ صبح کو ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ ف۷۳ جب عذاب کا مقررہ وقت آپہنچا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے قوم لوط کی بستیوں کی زمین کو اکھاڑ لیا اور آسمان کے قریب لے جا کر زمین پر دے مارا اور اوپر سے سخت مٹی کے پتھروں کی بارش کی گئی۔ سِجِّيلٍ جو مٹی جم کر سخت پتھر کی مانند ہو جائے۔ مَّنضُودٍ تہ بتہ۔ مُّسَوَّمَةً ان پتھروں پر خاص نشان لگے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ آسمان سے آئے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ ہر پتھر پر اس آدمی کا نام کندہ تھا جس کی اس سے ہلاکت مقدر تھی

موضح قرآن ف نقل ہے کہ امانت کے روپے کتر لیتے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فِيٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾
جو کچھ کہ کرتے ہیں اپنے مالوں میں تو ہی بڑا باوقار ہے نیک چلن ف۱
قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ
بولا اے قوم دیکھو تو ف۲ اگر مجھ کو سمجھ آگئی اپنے رب کی طرف سے اور اس
رَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ
نے روزی دی مجھ کو ف۳ نیک روزی اور میں یہ نہیں چاہتا کہ بعد کو خود کروں
اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا
وہ کام جو تم سے چھڑاؤں ف۴ میں تو چاہتا ہوں سنوارنا جہاں تک
اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ
ہو سکے اور بن آتا ہے اللہ کی مدد سے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور
اِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ
اسی کی طرف میرا رجوع ہے ف۵ اور اے قوم ف۶ نہ کمائیو میری ضد کر کے یہ کہ
يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ
پڑے تم پر جیسا کہ پڑ چکا ہے قوم نوح پر یا قوم ہود پر یا
قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا
قوم صالح پر اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور ہی نہیں اور گناہ بخشواؤ
رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا
اپنے رب سے اور رجوع کرو اس کی طرف البتہ میرا رب ہے مہربان محبت والا بولے
يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ
اے شعیب ف۷ ہم نہیں سمجھتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ تو
فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ؗ وَمَآ اَنْتَ
ہم میں کمزور ہے اور اگر نہ ہوتے تیرے بھائی بند تو تجھ کو تو ہم سنگسار کر ڈالتے اور ہماری

ف۷۴ یہ چھٹا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ پہلا دعوی چونکہ مقصودی ہے اس لئے اس پر شاہد کا اعادہ کیا گیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنی قوم کو یہ پیغام دیا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ اس کے بعد ان کی دوسری کوتاہیوں سے ان کو منع کیا۔ ف۷۵ یہ لوگ ناپ تول میں کمی بیشی کر کے لوگوں کا حق مار لیتے تھے اس لئے فرمایا تجارت سے جو نفع ہو اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے سے بچ رہے وہ اس طرح کی بد دیانتی کی کمائی سے بہتر ہے اور زیادہ بابرکت ہے بشرطیکہ تم ایمان لے آؤ کیونکہ ایمان کے بغیر کسی چیز میں خیر و برکت نہیں ای ما یبقیہ اللّٰہ لکم بعد ایفاء الحقوق بالقسط اکثر برکۃ واحمد عاقبۃ مما تبقونہ انتم لانفسکم من فضل التطفیف بالتجبر والظلم (قرطبی ج ۹ ص ۸۵) ای بشرط ان تؤمنوا اذ مع الکفر لاخیر فی شیء اصلًا (روح ج ۱۲ ص ۱۱۶) ف۷۶ مَا يَعْبُدُ معبودانِ باطلہ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا یہ مَا يَعْبُدُ پر معطوف ہے یا اس کا عطف اَنْ نَّتْرُكَ پر ہے اس صورت میں حرف نفی مقدر ہوگا۔ ای اصلٰوتک تامرک ان لانفعل الخ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ بطور استہزاء کہا یا حقیقت میں بھی وہ حضرت شعیب علیہ السلام کو حلیم و رشید (بردبار یا دانا اور سوجھ بوجھ والا) سمجھتے تھے یعنی تو تو بڑا دانا اور سوجھ بوجھ والا ہے اور پھر ہمیں آبائی دین سے روکتا ہے اور اپنے اموال میں اپنی مرضی سے تصرف کرنے سے منع کرتا ہے۔ ف۷۷ رِزْقًا حَسَنًا نبوت و حکمت مراد ہے۔ (مدارک و روح) میں تمہیں شرک اور بد دیانتی سے اپنی مرضی سے نہیں روکتا ہوں بلکہ میں اللہ کا نبی ہوں اور اس کے حکم سے ایسا کرتا ہوں۔ اور میرے پاس توحید کے حق ہیں اور شرک و بد دیانتی کے رد میں واضح دلائل بھی موجود ہیں۔ میں کوئی بات بے دلیل نہیں کہتا۔ اور جن کاموں سے تمہیں منع کر رہا ہوں اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ تمہیں تو ان سے منع کروں لیکن خود ان کاموں کا ارتکاب کر لوں۔ مفسرین کرام نے عام طور پر یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ لیکن اس صورت میں اس کا تعلق مسئلہ توحید سے نہیں رہے گا کیونکہ حضرت شعیب علیہ السلام کا دوسروں کو شرک سے منع کرنا اور عیاذاً باللہ خود اس کا ارتکاب کرنا امر محال ہے جس کا ان کے بارے میں وہم بھی نہیں ہو سکتا البتہ ناپ تول سے دوسروں کی حق تلفی سے اس کا تعلق ہوگا یعنی میرا ارادہ یہ نہیں کہ میں تم کو تو دوسروں کی حق تلفی اور بد دیانتی سے دولت کمانے سے منع کروں لیکن خود اس کام میں لگ جاؤں۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ حال ہے ای حال کونی داعیا الی مَآ اَنْهٰىكُمْ یعنی مسئلہ توحید بیان کرنے، شرک اور بد دیانتی سے تمہیں روکنے سے میرا مقصد تمہاری مخالفت نہیں بلکہ میں تو حتی الوسع تمہاری اصلاح اور خیر خواہی چاہتا ہوں۔ مگر میری اس خواہش کے پورا ہونے کی توفیق اللہ کے اختیار میں ہے اور یہ مقصد محض اللہ کی تائید اور اس کے ارادے ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ تمام معاملات میں میرا

موضح قرآن ف۱ جاہلوں کا دستور ہے کہ نیکوں کا کام آپ نہ کر سکیں تو انہیں کو لگیں چڑانے یہی خصلت ہے کفر کی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یہ خصلت ہے خدا کے لوگوں کی کہ چڑانے سے برا نہ مانا اور اپنے مقدور بھر سمجھاتے رہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی حلال چگونہ سخن شمارا شنوم ۱۲ ف۲ یعنی نمی خواہم کہ بکار نیک بفرمایم و خود نکنم ۱۲۔

بھروسہ اسی پر ہے اور تمام مہمات میں مَیں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس طرح حضرت شیخ رح کی تفسیر پر یہ آیت دونوں مذکورہ مسئلوں سے متعلق ہوجائے گی۔ ۷۸ے میری قوم. تم میری مخالفت بھی اس قدر سرگرمی نہ دکھاؤ، میری مخالفت تمہیں قوم نوح قوم ہود قوم صالح اور قوم لوط کی طرح اللہ کے عذاب اور اس کے قہر وغضب کا مستحق نہ بنا ڈالے۔ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ الخ سرکشی نہ کرو اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور اللہ کی توحید کو قبول کرلو وہ تمہارے تمام گناہ معاف فرما دے گا کیونکہ وہ بڑا مہربان اور توبہ کرنے والوں سے محبت کرنے والا ہے۔ ۷۹ے حضرت شعیب علیہ السلام کی اس حکیمانہ اور ناصحانہ تبلیغ کا قوم پر کوئی اثر نہ ہوا اور از راہ عناد کہنے لگے اے شعیب تیری باتیں بالکل بے معنی ہیں ہم

عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ
نگاہ میں تیری کچھ عزت نہیں بولا اے قوم ۷۹ے کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر زیادہ ہے
اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا
اللہ سے اور اس کو ڈال رکھا تم نے پیٹھ پیچھے بھلا کر تحقیق میرے رب کے قابو
تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ
میں ہے جو کچھ کرتے ہو اور اے میری قوم کام کیے جاؤ اپنی جگہ
اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ
میں بھی کام کرتا ہوں آگے معلوم کرلوگے کس پر آتا ہے عذاب
يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ
رسوا کرنے والا اور کون ہے جھوٹا اور تاکتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ
رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ
تاک رہا ہوں ۸۰ے اور جب پہنچا ۸۱ے ہمارا حکم بچا دیا ہم نے شعیب کو اور جو
اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا
ایمان لائے تھے اس کے ساتھ اپنی مہربانی سے اور آ پکڑا ان ظالموں کو
الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ
کڑک نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے گویا کبھی
يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ ع ۸ ۱۲
وہاں بسے ہی نہ تھے سن لو پھٹکار ہے مدین کو جیسے پھٹکار ہوئی تھی ثمود کو
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى
اور البتہ بھیج چکے ہیں ہم موسیٰ کو ۸۲ے اپنی نشانیاں اور واضح سند دے کر
فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ
فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس پھر وہ چلے حکم پر فرعون کے اور نہیں بات

انہیں سمجھنے سے قاصر ہیں اور یاد رکھو تم ہم میں کمزور ہو اور تنہا ہمارے مقابلے کی تاب نہیں لاسکتے ہو اگر ہمیں تمہارے قبیلے کا پاس و لحاظ نہ ہوتا تو ہم تمہیں کبھی کا قتل کرچکے ہوتے حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان کے لوگ مشرکین کے ہم مسلک تھے اس لئے ان کا لحاظ کیا۔ وکان رھطہ من اھل ملتھم فلذ لك اظھروا المیل الیھم و الاکرام لھم (مدارک ج ۲ ص۱۶۱) ۸۰ے حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے جواب میں فرمایا میری قوم! یہ کس قدر نادانی کی بات ہے کہ میرا قبیلہ تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ سے زیادہ معزز ومحترم ہے۔ تم میرے قبیلے کا لحاظ کرتے ہو مگر اللہ تعالیٰ کا لحاظ نہیں کرتے ہو جس کا میں پیغمبر ہوں اور تم نے اللہ کے احکام کو کمال بے اعتنائی سے پس پشت ڈال دیا ہے۔ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ مگر یاد رکھو تمہارا کوئی فعل اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں اس لئے وہ تمہیں ہر ہر فعل کی پوری پوری سزا دے گا۔ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اچھا تم اپنے موقف پر قائم رہ کر اس کا نتیجہ دیکھ لو میں بھی اپنے موقف پر قائم ہوں۔ عنقریب دیکھ لو گے کہ کون جھوٹا ہے اور کون رسوا کن عذاب سے ہلاک ہوتا ہے۔ ۸۱ے آخر وقت موعود پر اللہ کا عذاب آگیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے مؤمن ساتھیوں کو اللہ نے بچا لیا اور تمام مشرک ایک آسمانی گرجدار آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔ وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل ایسے مردہ پڑے تھے گویا کہ وہ کبھی ان گھروں میں آباد ہی نہ ہوئے تھے۔ ۸۲ے یہ ساتواں قصہ ہے اور تیسرے دعوے سے متعلق ہے۔ مسئلہ توحید پیش کرنے پر مشرکین وکفار کی طرف سے تکلیفیں آئیں گی

یہ ساتواں قصہ ہے اور تیسرے دعوے سے متعلق ہے ۱۲

انہیں صبر واستقلال سے برداشت کرنا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کی ایذائیں برداشت کیں۔ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام اور فرعون کا واقعہ سورۂ اعراف ع ۱۳ تا ۲۰ میں تفصیل سے گذر چکا ہے۔

فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ﴿٩٧﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَأَوْرَدَهُمُ

فرعون کی کچھ کام کی آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن ۝ پھر پہنچا ئیگا

النَّارَ ۖ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُودُ ﴿٩٨﴾ وَأُتْبِعُوا فِي هٰذِهِ

ان کو آگ پر اور بُرا گھاٹ ہے جس پر پہنچے اور پیچھے سے ملتی رہی اس جہان میں

لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ ﴿٩٩﴾ ذٰلِكَ

لعنت اور دن قیامت کے بھی بُرا انعام ہے جو ان کو ملا یہ

مِنْ أَنْبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهُ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّ

تھوڑے سے حالات ہیں ۝ بستیوں کے کہ ہم سناتے ہیں تجھ کو بعض ان میں سے اب تک قائم ہیں اور

حَصِيدٌ ﴿١٠٠﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوٓا أَنْفُسَهُمْ

بعض کی جڑ کٹ گئی ف۱ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا ۝ لیکن ظلم کر گئے وہی اپنی جان پر

فَمَآ أَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ

پھر کچھ کام نہ آئے ان کے ٹھاکر (معبود) جن کو پکارتے تھے سوائے

اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ

اللہ کے کسی چیز میں جس وقت پہنچا حکم تیرے رب کا اور نہیں بڑھایا انکے حق میں سوائے

تَتْبِيبٍ ﴿١٠١﴾ وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ الْقُرٰى وَ

ہلاک کرنے کے اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور

هِيَ ظٰلِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ﴿١٠٢﴾ إِنَّ فِي

وہ ظلم کرتے ہوتے ہیں بے شک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی ۱۰ اس بات

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۚ ذٰلِكَ يَوْمٌ

میں نشانی ہے اس کو جو ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے وہ ایک دن ہے جس

مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ﴿١٠٣﴾ وَمَا

میں جمع ہوں گے سب لوگ اور وہ دن ہے سب کے پیش ہونے کا اور اس کو

۵۸۳ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن فرعون جہنم کی طرف اپنی قوم کی قیادت کرے گا۔ جس جگہ میں وہ داخل ہوں گے وہ کس قدر بری ہے یعنی نارِ جہنم۔ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا یہ دنیوی اور اخروی تخویف ہے۔ دنیا میں بھی ان پر سب کی پھٹکار ہے اور آخرت میں بھی وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہیں گے۔ یہ تحفہ جو دیا گیا کس قدر بُرا ہے۔ **۵۸۴** یہ تمام مذکورہ قصوں کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ہم نے ان تمام مشرک قوموں کو ہلاک کر دیا مگر ان کے مزعومہ معبودوں اور خود ساختہ کارسازوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی اور آڑے وقت میں ان کے کام نہ آئے جیسا کہ سورۂ احقاف میں ہے فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً نیز یہ جملہ معترضہ ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے۔ **۵۸۵** ان قوموں کو ہلاک کر کے ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے شرک کر کے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا اور پھر جب ہمارا عذاب آپہنچا تو جنہیں وہ اپنا کارساز سمجھ کر پکارا کرتے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ آیا۔ وَکَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ الخ یہ تخویف دنیوی ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً الخ اقوام گذشتہ کی تباہی میں آخرت سے ڈرنے والوں کے لئے عبرت ہے اس دن سب لوگ حساب کتاب کے لئے جمع ہوں گے اور سب موجود ہوں گے کوئی بھی غیر حاضر نہیں ہوگا۔

موضح قرآن

ف۱ قائم ہے اور کٹ گیا یعنی آباد ہے اور اجاڑ

۵۸۶ قیامت کا ایک دن مقرر ہے اس سے پہلے نہیں آئے گی یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ الخ اور جب اپنے وقت پر قیامت آجائے گی اس دن کوئی شخص اللہ کے حکم اور اس کی اجازت کے بغیر دم نہیں مار سکے گا۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا تخویف اخروی ہے۔ زَفِیْرٌ گدھے کی ابتدائی اور پست آواز۔ شَہِیْقٌ گدھے کی بلند آواز۔ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ یہ دوام اور عدم انقطاع عذاب سے کنایہ ہے کیونکہ یہ زمین و آسمان تو وہاں موجود ہی نہ ہوں گے واجری ذٰلك علی عادۃ العرب فی الاخبار عن دوام الشیٔ وثباتہ ابیدًا (قرطبی ج ۹ ص ۹۹) ۵۸۷ الا بمعنی سوی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے لك علی الفان الا الالف التی کانت یعنی سواھا یہ قول امام زجاج، فراء اور سجاوندی سے منقول ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ سزا اس کے علاوہ ہے جو اس سے بھی زیادہ اللہ کے یہاں ان کے لئے مقرر ہے والمعنے سوی ما شاء ربك من الزیادۃ التی لا اٰخر لہا (روح ج ۱۲ ص ۱۴۴) اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص محض عمر قید کی سزا بھگت رہا ہو اور دوسرا عمر قید با مشقت۔ ۵۸۸ یہ بشارت اخروی ہے۔ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اور اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ کی تفسیر مذکورہ بالا بیان کے مطابق ہے۔ ۵۸۹ یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے۔ مسئلہ توحید عقلی اور نقلی دلائل سے واضح ہو چکا ہے اور اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی اس لئے توحید کے حق ہونے اور شرک کے باطل ہونے میں کسی کو شک نہیں کرنا چاہیئے مَا یَعْبُدُوْنَ الخ ان مشرکین کے پاس کوئی دلیل نہیں وہ محض اپنے باپ دادا کی اندھا دھند پیروی کر رہے ہیں جس طرح وہ بلا دلیل و حجت معبودانِ باطلہ کو کارساز سمجھ کر پکارتے اور ان کی عبادت بجا لاتے تھے اسی طرح یہ کرتے ہیں۔ دلیل نہ ان کے پاس تھی نہ ان کے پاس ہے۔ ۵۹۰ یہ گویا سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ کہ اگر قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے تو اس میں اختلاف کیوں کیا گیا سب نے کیوں نہیں مان لیا۔ جواب دیا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات کو تو واقعی اللہ کا کلام مانتے ہو حالانکہ اس کے بارے میں بھی اختلاف کیا گیا بعض نے اس کو مانا بعض نے نہ مانا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ بھی ہے اٰمن بہ قوم وکفر بہ قوم کما اختلف فی القراٰن وھو تسلیۃ لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (مدارک ج ۲ ص ۱۵۹) ۵۹۱ یہ سوال مقدرہ کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا اگر ہم نہیں مانتے تو ہمارا مواخذہ کیوں نہیں ہوتا۔ جواب دیا گیا مواخذہ اور عذاب کے لئے اجل مقرر ہے وہ اپنے وقت پر آئے گا اگر اس کے لئے وقت مقرر نہ ہوتا تو کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ (۱۰۴) یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ
ہم دیر جو کرتے ہیں سو ایک وعدے کیلئے جو مقرر ہے ۵۸۶ جس دن وہ آئے گا بات نہ کر سکے گا
نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ (۱۰۵) فَاَمَّا
کوئی جاندار مگر اس کے حکم سے سو ان میں بعض بدبخت ہیں اور بعض نیک بخت سو جو
الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّشَهِیْقٌ (۱۰۶) خٰلِدِیْنَ
لوگ بدبخت ہیں وہ تو آگ میں ہیں ان کو وہاں چیخنا ہے اور دھاڑنا ہمیشہ رہیں
فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ
اس میں جب تک رہے آسمان اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب ۵۸۷
اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (۱۰۷) وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا
بے شک تیرا رب کر ڈالتا ہے جو چاہے ف۱ اور جو لوگ نیک بخت ہیں ۵۸۸
فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ
سو جنت میں ہیں ہمیشہ رہیں اس میں جب تک رہے آسمان اور
الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ (۱۰۸)
زمین مگر جو چاہے تیرا رب بخشش ہے بے انتہاء ف۲
فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّمَّا یَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ؕ مَا یَعْبُدُوْنَ
سو تو نہ رہ ۵۸۹ دھوکے میں ان چیزوں سے جن کو پوجتے ہیں یہ لوگ کچھ نہیں پوجتے
اِلَّا كَمَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ
مگر ویسا ہی جیسا پوجتے تھے ان کے باپ دادے اس سے پہلے اور ہم دینے والے ہیں ان کو
نَصِیْبَهُمْ غَیْرَ مَنْقُوْصٍ (۱۰۹) ع وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ
ان کا حصہ یعنی عذاب سے بلا نقصان اور البتہ ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب ۵۹۰
فَاخْتُلِفَ فِیْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ
پھر اس میں پھوٹ پڑ گئی اور اگر نہ ہوتا ایک لفظ کہ پہلے فرما چکا تھا تیرا رب ۵۹۱

ع ۹

۱ تخویف اخروی ۱۲
۲ بشارت اخروی ۱۲
۳ یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے ۱۲
۴ یہ جواب سوال مقدر ۱۲
۵ یہ بھی جواب سوال مقدر ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ اس میں دو معنی ہو سکتے ایک یہ کہ رہیں آگ میں جتنی دیر رہ چکے ہیں آسمان و زمین دنیا میں مگر جتنا اور پر چاہے تیرا رب وہ اسی کو معلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ رہیں گے آگ میں جب تک رہے آسمان و زمین اس جہان کا۔ یعنی ہمیشہ مگر جو چاہے رب تو موقوف کر دے لیکن چاہ چکا کہ موقوف نہ ہو۔ فائدہ اس کہنے میں فرق نکلا اللہ کے ہمیشہ رہنے میں اور بندے کے کہ بندہ کو ہمیشہ رہے پر ساتھ یہ بات لگی کہ اللہ چاہے تو فنا کر دے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی مدت ماندن در بہشت و در دوزخ مانند مدت دوام آسمانہا و زمین است در دنیا اگر زیادتی را در مشیت خدا است و در فہم کسی نمی گنجی اعتبار نکنند حاصل بیان دوام است بابلغ وجوہ ۱۲۔

اور وہ کبھی کے نیست و نابود کئے جا چکے ہوتے۔ ۹۲ یہ تخویف اخروی ہے۔ اس کی دو ترکیبیں ہیں (۱) کلا اسم اِنّ اور لما کی شرط محذوف ہے ای یبعثھم اور لَیُوَفِّیَنَّھُمْ جزا ہے اور شرط و جزا مجموعہ اِن کی خبر ہے اور مطلب یہ ہے کہ بیشک جب ہر ایک کو اللہ اٹھائے گا تو ان کو پوری پوری جزا دے گا (۲) لَیُوَفِّیَنَّھُمْ شرط اور اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ اس کی جزا ہے اور مجموعہ شرط و جزا اِنّ کی خبر ہے یعنی بیشک ہر ایک کو جب اللہ جزا دے گا تو وہ ان کے اعمال سے خبردار ہوگا۔ ۹۳ سورت میں ابتداء سے یہاں تک چاروں دعوے ذکر کرنے اور ان سے متعلق سات قصے بیان کرنے کے بعد مذکورہ بالا تمام مضامین پر پانچ امور مرتب فرمائے (۱) فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ جس طرح آپکو اور ایمان والوں

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ

تو فیصلہ ہو جاتا ان میں اور ان کو اس میں شبہ ہے کہ مطمئن نہیں ہونے دیتا ف اور جتنے

كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۗ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

لوگ ہیں ۹۲ جب وقت آیا پورا دیگا رب تیرا ان کو ان کے اعمال اس کو سب خبر ہے جو کچھ وہ

خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَ

کر رہے ہیں سو تو سیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا ۹۳ اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ اور

لَا تَطْغَوْا ۗ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى

حد سے نہ بڑھو بے شک وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور مت جھکو ان کی

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

طرف جو ظالم ہیں پھر تم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوائے

مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ

مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے اور قائم کر نماز کو ۹۴ دونوں طرف

النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۗ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۗ

دن کے اور کچھ ٹکڑوں میں رات کے البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو

ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

یہ یادگاری ہے یاد رکھنے والوں کو ف اور صبر کر البتہ اللہ ضائع نہیں کرتا

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ

ثواب نیکی کرنے والوں کا ف سو کیوں نہ ہوئے ۹۵ ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے تھیں

اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا

ایسے لوگ جن میں اثر خیر رہا ہو کہ منع کرتے رہتے بگاڑ کرنے سے ملک میں مگر تھوڑے

مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا

کہ جن کو ہم نے بچا لیا ان میں سے اور چلے وہ لوگ جو ظالم تھے وہی راہ جس میں عیش سے

۱ تخویف اخروی ۱۲ — مضامین سابقہ پر مرتب امور خمسہ — امر اول ۱۲ — امر دوم ۱۲ — امر سوم ۱۲ — امر چہارم ۱۲ — امر پنجم ۱۲

کو حکم دیا گیا ہے اس پر آپ اور آپ کے ساتھی استقامت سے عمل پیرا رہیں (۲) وَلَا تَطْغَوْا اور اللہ کی حدود سے سرمو انحراف نہ ہونے پائے (۳) وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اللہ کی حدود توڑنے والوں اور اللہ کی توحید کے باغیوں کی طرف تمہارے دلوں میں ادنیٰ سا میلان بھی نہ پایا جائے ورنہ تم بھی ان کے ساتھ شریک عذاب ہو جاؤ گے۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ جملہ فَتَمَسَّكُمْ کی ضمیر منصوب سے حال ہے والواو للحال من مفعول فتمسکم النار (مظہری ج ۵ ص ۱۲۳) ظالموں کی طرف ادنیٰ میلان کی وجہ سے تم بھی عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے حالانکہ اسوقت اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی و ناصر نہیں ہوگا۔ ۹۴ یہ امر چہارم ہے یعنی نماز پنجگانہ کی پابندی کرنا امام مجاہد فرماتے ہیں طَرَفَيِ النَّهَارِ سے صبح، ظہر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں اور زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ سے مغرب اور عشاء کی (مظہری و روح) اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ۔ الحسنات اعمال حسنہ نمازیں وغیرہ گناہوں کا کفارہ ہیں جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک کے درمیان جو صغیرہ گناہ سرزد ہوتے ہیں وہ نماز سے معاف ہو جاتے ہیں۔ فی الحدیث ان الصلوات تکفر ما بینہا ای فی یومہا اذا اجتنبت الکبائر فی ذلک الیوم (روح ج ۱۲ ص ۱۵۵) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں سیئات سے سختیاں اور مصیبتیں مراد ہیں اسطرح سیئات میں صغیرہ گناہوں کی تاویل کرنے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ سیئات سے گناہ مراد لینے کی صورت میں اسے صغیرہ گناہوں سے مختص کرنا پڑے گا کیونکہ کبیرہ گناہ صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ (۵) وَاصْبِرْ الخ اور صبر و ہمت سے کام لو اور محض اللہ کی رضا جوئی کیلئے اخلاص کے ساتھ تبلیغ کئے جاؤ اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ ۹۵ لولا بمعنی ھلا برائے تخصیص ہے یعنی تم سے پہلے قرون میں جو لوگ عقل و رائے والے اور دین کے راہنما تھے انہوں نے دوسرے لوگوں کو شرک و کفر سے کیوں نہ روکا جو زمین میں اصل شر و فساد کی جڑ ہے۔ بقیة ای اصحاب طاعة و دین و عقل و بصر (قرطبی ج ۹ ص ۱۱۳) اِلَّا قَلِيْلًا استثناء منقطع ہے یعنی البتہ بہت تھوڑے سے لوگ ایسے ضرور تھے جن کو ہم نے عذاب سے بچا لیا جبکہ باقی سرکش قوم کو ہلاک کر دیا۔ ۹۶ مشرکین دنیوی مال و متاع میں مصروف اور نفسانی لذات و شہوات میں منہمک تھے اس لئے انہوں نے ان معدودے چند مصلحین کی ایک نہ سنی۔ ۹۷ تخویف دنیوی ہے دنیا میں جن قوموں کو عذاب سے تباہ کیا گیا ہے ان پر اللہ نے ظلم نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کیا

موضح قرآن ف ۱ یعنی کتاب دی تھی راہ بتانے کو لوگ اس کے سمجھنے میں اختلاف کرنے لگے اور لفظ آ گے ہو چکا یہ کہ دنیا میں سچ اور جھوٹ صاف نہ ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف ۲ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس سے خو برائیوں کی چھوٹے اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت بڑھے اور گمراہی مٹے لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہیے جتنا میل اتنا صابون ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

کہ لوگ تو دنیا میں نیک کام کر رہے ہوں اور اصلاح کے درپے ہوں اور پھر بھی ان کو ہلاک کر دیا ہو بلکہ جب بھی ان پر عذاب آیا ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے آیا ۔ ف۹۸
اُمَّةً وَّاحِدَةً کے بعد وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ محذوف ہے بقرینہ آیت سورۂ مائدہ ع ۷ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ الآیۃ یعنی اگر اللہ چاہتا تو
سب لوگوں کو ایک ہی دین (توحید) پر متفق کر دیتا لیکن اس صورت میں ابتلاء و امتحان کی حکمت فوت ہو جاتی اور اس طرح سب کا ایمان جبری ہوتا حالانکہ جبری ایمان
مطلوب نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کو واضح کرنے کے بعد سمجھ بوجھ کیساتھ دونوں میں سے ایک کو قبول کرنے کا اختیار دیا۔ اسی اختیار پر جزاء و سزا مبنی ہے۔ ف۹۹

فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى
رہے تھے ف۱ اور تھے گنہگار ف۱ اور تیرا رب ف۹۸ ہرگز ایسا نہیں کہ ہلاک کرے بستیوں کو
بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ
زبردستی سے اور لوگ وہاں کے نیک ہوں اور اگر چاہتا تیرا رب کر ڈالتا لوگوں کو ف۲
اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ
ایک راستہ پر اور ہمیشہ رہتے ہیں اختلاف میں ف۹۹ مگر جن پر رحم کیا تیرے رب نے
وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ
اور اسی واسطے ان کو پیدا کیا ہے اور پوری ہوئی بات تیرے رب کی کہ البتہ بھر دوں گا دوزخ
الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ
جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے اور سب چیز بیان کرتے ہیں ف۱۰۰ ہم تیرے پاس
اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ
رسولوں کے احوال سے جس سے تسلی دیں تیرے دل کو اور آئی تیرے پاس اس سورت میں
الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ
تحقیق بات اور نصیحت اور یادداشت ایمان والوں کو اور کہہ دے ان کو جو ف۱۰۱
لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ
ایمان نہیں لاتے کام کئے جاؤ اپنی جگہ پر ف۱ ہم بھی کام کرتے ہیں اور
انْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ
انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں اور اللہ کے پاس چھپی بات آسمانوں کی اور
الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ
زمین کی ف۱۰۲ اور اسی کی طرف رجوع ہے سب کام کا سو اسی کی بندگی کر اور اسی پر
عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع ۱۴ / ۱۰
بھروسہ رکھ اور تیرا رب بے خبر نہیں جو کام تم کرتے ہو

ف۱ تخویف دنیوی ہے ۱۲
ف۲ ای وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ ۱۲
ف۳ تمام سابقہ قصوں سے متعلق ہے ۱۲
ف۴ زجر مع تخویف دنیوی ہے ۱۲
ف۵ اعادۂ دعویٰ
خلاصہ ۱۲
ف۶ اعادۂ دعویٰ اولیٰ ۱۲
ف۷ اعادۂ دعویٰ ثالثہ ۱۲
ف۸ اعادۂ دعویٰ رابعہ ۱۲

لوگوں کو چونکہ ایک دین کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا اس لئے وہ ہمیشہ آپس میں مختلف رہیں گے کوئی حق پر ہوگا کوئی باطل پر مگر جن پر اللہ کی رحمت اور اللہ کی توفیق جن کے شامل حال ہوئی ان میں عقائد اور اصول دین کا کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ای للاختلاف او للابتلاء اور اللہ نے اختلاف یا امتحان ہی کے لئے تو لوگوں کو پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے جو راستہ چاہیں اختیار کریں توحید کا یا شرک کا پھر اسی کے مطابق جزاء و سزا ہوگی۔ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الخ قضاء و قدر میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ جہنم کو مشرک جنوں اور انسانوں سے بھرا جائے گا اس لئے لوگوں کا دین واحد پر متفق ہونا ممکن نہیں اور ان کے درمیان اختلاف کا پایا جانا ناگزیر ہے۔ ف۱۰۰ یہ تمام سابقہ قصوں سے متعلق ہے۔ کلا مبدل منہ، مَا نُثَبِّتُ بِهٖ بدل اور مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ کا بیان ہے۔ یہ قصے ہم نے اس لئے بیان کئے ہیں تاکہ آپ کے دل میں ثبات و استقلال زیادہ پیدا ہو اور آپ تبلیغ توحید کی راہ میں ہر کٹھن سے کٹھن وقت کا صبر و ثبات سے مقابلہ کر سکیں اور مشرکین کے مسلسل رد و انکار کی وجہ سے مایوس نہ ہو جائیں۔ اور اس سورت میں ہم نے تین امور بیان کر دیئے ہیں اَلْحَقُّ توحید و رسالت کے دلائل، مَوْعِظَةٌ اقوام سابقہ کے انجام بد سے عبرت آموزی ذِكْرٰى اعمال صالحہ اور آخرت کی ترغیب۔ (رازی، قرطبی)، ف۱۰۱ زجر مع تخویف دنیوی دلائل توحید، امم سابقہ کے عبرت آموز حالات اور ترغیب و ترہیب کے بعد فرمایا ان مشرکین سے کہہ دو اگر ان بیانات شافیہ سے بھی تمہارے دل متاثر نہیں ہوئے تو تم اپنی ڈگر پر چلتے رہو ہم بھی اپنے مسلک پر قائم و دائم ہیں تم اپنے انجام کا انتظار کرو ہم اپنے انجام کے منتظر ہیں۔ ف۱۰۲ اس آخری آیت میں سورت کے تمام دعووں کا بالاجمال اعادہ ہے وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ۔ یہ دوسرے دعوے کا اعادہ ہے۔ عالم الغیب اور قادر و متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے فَاعْبُدْهُ اعادۂ دعویٰ اولیٰ جب عالم الغیب اور قادر و متصرف وہی ہے تو صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ اعادۂ دعویٰ ثالثہ مصائب و بلیات میں اللہ پر بھروسہ کرو اور انہیں صبر و استقامت سے برداشت کرو۔ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اعادۂ دعویٰ رابعہ۔ اے مشرکین تم محض ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے ہو اور الٹا طعنے دیتے ہو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور تمہیں ان کی پوری پوری سزا دے گا۔

موضح قرآن ف۱ یعنی نیک لوگ غالب ہوتے تو وہ قوم ہلاک نہ ہوتی تھوڑے تھے سو آپ بچ گئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بلذات دنیا مشغول شدند ۱۲۔

سورۂ ہود میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ الا تعبدوا الا اللہ ——— تا ——— عذاب یوم کبیر ○ نفی شرک فی التصرف۔

۲۔ الا انہم یثنون صدورہم ——— تا ——— کل فی کتب مبین ○ نفی شرک فی العلم۔

۳۔ الا تعبدوا الا اللہ ط انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم (ع ۳) اعلان توحید از نوح علیہ السلام۔

۴۔ ولا اقول لکم ——— تا ——— ولا اقول انی ملک (ع ۳) نفی شرک فی التصرف والعلم۔

۵۔ قالوا ینوح قد جدلتنا ——— تا ——— وما انتم بمعجزین ○ نفی تصرف از نوح علیہ السلام

۶۔ ونادی نوح ربہ ——— تا ——— اکن من الخسرین ○ (ع ۴) نفی اختیار و تصرف ونفی شفاعت قہری از حضرت نوح علیہ السلام یہ اس سورت کی خصوصیت ہے۔

۷۔ تلک من انباء الغیب ——— تا ——— ان العاقبۃ للمتقین ○ (ع ۴) نفی علم غیب و حاضر و ناظر از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

۸۔ یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ (ع ۵) اعلان توحید از حضرت ہود علیہ السلام

۹۔ قالوا یہود ما جئتنا ببینۃ ——— تا ——— بعض الہتنا بسوء (ع ۵، ۶) حضرت ہود علیہ السلام پر قوم کے مطاعن۔

۱۰۔ ولما جاء امرنا نجینا ہودا ——— تا ——— من عذاب غلیظ ○ (ع ۶) حضرت ہود علیہ السلام بھی بچنے میں اللہ کے محتاج ہیں۔

۱۱۔ قال یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ (ع ۶) اعلان توحید از حضرت صالح علیہ السلام۔

۱۲۔ قالوا یصلح قد کنت ——— تا ——— الیہ مریب ○ حضرت صالح علیہ السلام پر قوم کا نیا طعن۔

۱۳۔ نکرہم واوجس منہم (ع ۷) نفی علم غیب از حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

۱۴۔ ولما جاءت رسلنا لوطا ——— تا ——— ہذا یوم عصیب ۔ نفی علم غیب از حضرت لوط علیہ السلام۔

۱۵۔ یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ (ع ۸) اعلان توحید از حضرت شعیب علیہ السلام۔

۱۶۔ قالوا یشعیب اصلوتک ——— تا ——— الحلیم الرشید ○ حضرت شعیب علیہ السلام پر بے جا طعن۔

۱۷۔ ذلک من انباء القری نقصہ علیک منہا قائم وحصید ○ (ع ۹) دلیل صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۸۔ فما اغنت عنہم الہتہم ——— تا ——— غیر تتبیب ○ نفی تصرف از معبودان باطلہ۔

۱۹۔ فلا تک فی مریۃ ——— تا ——— غیر منقوص ○ (ع ۹) معبودان باطلہ کی عبادت کا باطل ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

۲۰۔ وللہ غیب السموت والارض ——— تا ——— عما تعملون ○ (ع ۱۰) عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالی ہے اور کوئی نہیں۔

آج بتاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۶۶ء بروز پنجشنبہ بوقت ۶ بجے صبح سورۂ ہود کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذلک اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً وعلی سائر عبادہ الصالحین لیلاً ونہاراً۔

۱۲ سورۂ یوسف

ربط | سورۂ یوسف کو سورۂ ہود کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ ہود میں جس مسئلہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں یہ مسئلہ اس قدر اہم اور ضروری ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں بھی اس کی تبلیغ واشاعت کو نہ بھولے۔ قید خانے میں جب دو قیدیوں نے تعبیر لینے کے لئے ان کے سامنے اپنے خواب بیان کئے تو انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے ان کو مسئلہ توحید اچھی طرح سمجھایا اور انہیں بتایا کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ شرک عقل ونقل کے خلاف ہے اسی لئے اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسکے سوا کسی کو مت پکارو۔

معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ ہود کا دوسرا دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف ومختار نہیں۔ اب سورۂ یوسف میں اس دعویٰ پر ایک بہت مفصل نقلی دلیل ذکر کی گئی۔ سورۂ ہود کا مقصودی دعویٰ تو پہلا ہی ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں، لیکن دوسرا دعویٰ چونکہ پہلے دعوے کے لئے بمنزلہ علت ودلیل ہے اور علت ودلیل کا مضبوط اور مستحکم ہونا معلول اور مدلول کے ثبوت واستحکام کو مستلزم ہے اس لئے دوسرے دعوے کو مفصل نقلی دلیل سے مضبوط کیا گیا۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف ومختار نہیں تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق بھی نہیں۔

سورۂ ہود میں متعدد انبیاء علیہم السلام کی زبان سے یہ دعویٰ ذکر کیا کہ اللہ کے سوا کوئی پیغمبر فرشتہ یا ولی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور سورۂ یوسف میں ایک جلیل الشان پیغمبر جن کا باپ پیغمبر، دادا پیغمبر اور بیٹا پیغمبر علیہم السلام یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کا مفصل واقعہ ذکر کیا گیا جسکی ایک ایک کڑی سے یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ وہ نہ غیب جانتے تھے نہ متصرف ومختار تھے اسلئے عبادت اور پکار کے لائق بھی نہ تھے، وہ اپنے فرزند ارجمند کی جدائی میں عرصۂ دراز تک غمگین وآزردہ رہے مگر اسکا حال معلوم نہ ہو سکا اور نہ اسکی جدائی کو وصال میں بدل سکے۔

خلاصہ | سورۂ یوسف میں چار دعوے مذکور ہیں (۱) عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں غائبانہ امور کو جاننے کا کسی کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔ (۲) مالک وکارساز اور متصرف ومختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، مافوق الاسباب امور میں اس نے کسی کو کوئی اختیار نہیں دے رکھا۔ (۳) آپ سچے رسول ہیں اور اللہ کی طرف سے آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ (۴) انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح آپ پر بھی مصائب آئیں گی لیکن آخر کار کامیابی اور فتح وظفر آپ ہی کے قدم چومے گی۔

پہلا اور دوسرا دعویٰ ـــــ عالم الغیب ومتصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے

یہ دونوں دعوے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور سورت کی ابتداء سے لیکر رکوع ۱۱ میں وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ تک انہی کا بیان ہے۔ حضرت یعقوب ویوسف علیہما السلام کا یہ واقعہ مختلف پندرہ احوال یا کڑیوں پر مشتمل ہے جن میں سے ہر کڑی ان دونوں دعوؤں کو واضح اور ثابت کرتی ہے۔ الٓرٰ ـــ تا لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ تمہید ہے اسکے بعد قصہ شروع ہوتا ہے۔

پہلا حال - اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ ـ تا ـ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ (ع ۲) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے ھدایت فرمائی کہ یہ خواب بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا۔

دوسرا حال - اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ (ع ۲) ـ تا ـ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ (ع ۲) حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں اپنے باپ کی نظروں سے اوجھل کرنے کا منصوبہ بنایا، پھر والد گرامی سے سیر کے بہانے یوسف علیہ السلام کو جنگل میں لے جانے کی درخواست کی جسے انہوں نے ادنیٰ تأمل کے بعد قبول کر لیا۔ بھائیوں نے انہیں ساتھ لے جا کر جنگل میں ایک ویران کنوئیں میں ڈالدیا اور شکار کے خون سے انکی قمیص لت پت کی اور رات کو روتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ یوسف کو بھیڑیئے نے پھاڑ کھایا یہ اس کا خون آلود کرتہ ہے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر ان باتوں کی اصل حقیقت کا علم حضرت یعقوب علیہ السلام کو نہ ہو سکا۔

تیسرا حال - وَجَآءَتْ سَیَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ ـ تا ـ وَكَانُوْا فِیْهِ مِنَ الزَّاهِدِیْنَ (ع ۲) ادھر سے ایک قافلہ گذرا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکال کر ساتھ لے لیا اور مصر میں جا کر فروخت کر دیا مگر فرزند کی اس نقل وحرکت کا حضرت یعقوب علیہ السلام کو کوئی علم نہ تھا۔

چوتھا حال - وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ ـ تا ـ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (ع ۳) عزیز مصر انہیں خرید کر گھر لے آیا اور بیوی کو انسے حسن سلوک اور اعزاز واکرام سے پیش آنیکی ہدایت کی۔

پانچواں حال - وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ـ تا ـ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِیْنَ (ع ۳) عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہوگئی اور انہیں ورغلانے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنی توفیق سے انکو بچا لیا۔ اسی اثناء میں عزیز مصر بھی گھر آپہنچا اور حقیقتِ حال جاننے کے بعد اسنے اپنی بیوی کو ملزم اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بری قرار دیا۔

چھٹا حال - وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ ـ تا ـ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ (ع ۴) اس واقعہ کا شہر میں چرچا ہونے لگا کہ عزیز مصر کی بیوی نے اپنے غلام کو بدنیتی سے ورغلانے کی کوشش کی ہے۔ عزیز مصر کی بیوی نے جب اپنا یہ چرچا سنا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو پھانسنے کے لئے شہر کی عورتوں کو اپنے یہاں مدعو کر کے ایک نیا جال بچھایا۔ جب اس میں بھی ناکام ہوگئی تو بدنامی سے بچنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کو بغیر کسی جرم کے جیل بھجوا دیا۔

ساتواں حال - وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ ـ تا ـ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ (ع ۵) حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہ دو اور ملزم بھی قید خانہ میں داخل ہوئے یہ دونوں بادشاہ کے درباری تھے انہوں نے خواب دیکھے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے تعبیر کیلئے بیان کئے۔ انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے انکو مسئلہ توحید سمجھایا اور انہیں بتایا کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف ومختار اور پکار کے لائق نہیں۔ اس حصے میں سورۂ ہود کے پہلے دعوے کا تفصیل سے اعادہ کیا گیا ہے۔ آخر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے کے دونوں ساتھیوں کو انکے خوابوں کی تعبیر بتائی۔

آٹھواں حال - وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْٓ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ ـ تا ـ وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ (ع ۶) شاہ مصر نے ایک خواب دیکھا جسے اس نے ارکان دربار کے سامنے بیان کر کے اسکی تعبیر پوچھی۔ ارکان دولت میں سے کوئی بھی خواب کی تعبیر تک رسائی حاصل نہ کر سکا اس لئے سب نے بادشاہ کے خواب کو خیال پریشان کہہ کر خاموشی اختیار کی۔ جو درباری

الزام سے بری ہوکر دوبارہ دربار میں باریاب ہوا تھا اسے حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے اور اس نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے اس خواب کی تعبیر میں لیکر آتا ہوں وہ شخص فوراً باجازت خاص قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور بادشاہ کا خواب بیان کیا۔ انہوں نے اسکی تعبیر بتائی جو اس نے بادشاہ مصر کے سامنے حاضر ہو کر بیان کی۔

نواں حال ۔ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۔ تا ۔ وَكَانُوا يَتَّقُونَ (ع ۷) شاہ مصر تعبیر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے علم و فضل اور فہم و فراست کا قائل ہو گیا اور انہیں فوراً جیل سے نکالنے کا حکم دیدیا۔ جب انہیں رہائی کا پیغام ملا تو انہوں نے پیغامبر کے ہاتھ بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ پہلے ان عورتوں کے حال کی تحقیق کرو جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ جیل سے باہر آنے سے پہلے ان کی پاکدامنی اور برارت سب پر واضح ہو جائے۔ چنانچہ ان عورتوں نے اقرار کیا کہ یوسف علیہ السلام پاکدامن اور بے گناہ ہیں۔ خود عزیز مصر کی بیوی نے اعتراف کیا کہ یوسف علیہ السلام سچے ہیں اور خود اسی نے ان کو ورغلانے کی کوشش کی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی ثابت ہو گئی اور وہ جیل سے باہر آئے۔ شاہ مصر نے انہیں اپنا مشیر خاص بنالیا اور خود ان کی مرضی سے زراعت کا محکمہ ان کے سپرد کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو جیل سے نکال کر حکومت کے اس منصب بلند پر پہنچادیا۔ مگر اس کے باوجود حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے لخت جگر کی جدائی کے غم میں گھڑیاں گن گن کر وقت گذار رہے ہیں پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ ان کا فرزند جیل میں ہے اور اب یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کا فرزند سعادت مند حکومت کے ایک نہایت بلند منصب پر فائز ہے۔

دسواں حال ۔ وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ ۔ تا ۔ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ (ع ۸) جب ملک میں قحط پڑا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے غلہ حاصل کرنے کیلئے مصر کا رُخ کیا جب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو تاکید کی کہ آئندہ وہ اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ضرور ساتھ لائیں اور اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ وہ ان کا سرمایہ ان کی بوریوں ہی میں ڈال دیں۔ جب وہ غلہ لے کر واپس گھر پہنچے تو حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا چھوٹے بھائی کا حصہ ہم سے روک لیا گیا ہے اس لئے اب کی بار بنیامین کو بھی ہمارے ساتھ بھیجیں ہم اسکی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ پہلے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پس وپیش کیا اور بیٹوں کو یوسف علیہ السلام کا واقعہ یاد دلایا کہ جیسی تم نے یوسف کی حفاظت کی تھی ویسی ہی بنیامین کی کرو گے۔ بعد میں انہوں نے بیٹوں سے اللہ کا عہد لیا کہ تم سوائے آسمانی حادثہ کے بنیامین کو ضرور واپس لاؤ گے۔

گیارہواں حال ۔ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ (ع ۸) ۔ تا ۔ إِنَّا إِذًا لَّظَالِمُونَ (ع ۹) اب کی بار بنیامین بھی ساتھ تھا اور گیارہوں بھائی مصر پہنچے اور والد گرامی کی ہدایت کے مطابق شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کا پروگرام بنایا اور اس کے مطابق آنکھ بچا کر اپنا پیمانہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیا اور سب بھائی اپنے وطن روانہ ہو گئے۔ ادھر تلاش کرنیوالے ملازموں نے کنعانی قافلے کو شبہہ کی بنا پر روک لیا تلاشی لینے پر حضرت یوسف علیہ السلام کا پیمانہ بنیامین کے سامان سے مل گیا اس لئے اسے روک لیا گیا۔ بھائیوں نے عزیز مصر (حضرت یوسف علیہ السلام) سے بہت منت سماجت کی کہ وہ کسی بھی قیمت پر بنیامین کو چھوڑ دیں مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔

بارہواں حال ۔ فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۔ تا ۔ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ (ع ۱۰) آخر سب بھائیوں نے مایوس ہو کر میٹنگ کی اور بڑے بھائی نے طے کیا کہ چونکہ وہ اپنے باپ کو اللہ کا عہد دیکر آئے ہیں اس لئے وہ تو مصر ہی میں رہے گا جب تک باپ اجازت نہ دے یا اللہ کی طرف سے کوئی صورت پیدا نہ ہو جائے۔ نو بھائی واپس وطن پہنچے اور سارا ماجرا حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہہ سنایا۔ انہوں نے اسے بھی بھائیوں کی سازش قرار دیا حالانکہ وہ سب بنیامین کے معاملے میں بے قصور تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ آخر انہوں نے بیٹوں کو سہ بارہ بھیجا اور فرمایا یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔

تیرہواں حال ۔ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا ۔ تا ۔ وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ (ع ۱۰) اب تیسری بار بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور نہایت الحاح سے عرض کیا ہمارے معمولی سرمائے کے بدلے مہربانی فرما کر ہمیں پورا غلہ عنایت فرما دیجئے۔ اب کی بار تو حضرت یوسف علیہ السلام بھی بھائیوں کی پُردرد باتیں سن کر پسیج گئے اور اپنے کو قابو میں نہ رکھ سکے اور اپنے کو ظاہر کر دیا۔ تمام بھائیوں نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے معذرت کرنے لگے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیغمبرانہ شفقت و رحمت سے عام معافی کا اعلان فرما دیا۔ اور بھائیوں کو واپس وطن بھیجا تاکہ تمام اہل و عیال کو مصر لے آئیں۔

چودہواں حال ۔ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ ۔ تا ۔ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (ع ۱۱) جب فرزندان یعقوب علیہ السلام کا قافلہ پیراہن یوسف علیہ السلام لیکر مصر سے روانہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ذریعۂ وحی ان کو اس کی اطلاع دیدی اور انہوں نے اپنے پوتوں سے کہہ دیا کہ اگر تم مجھے کم عقلی کا طعنہ نہ دو تو میں صاف کہدوں کہ مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔ جب قافلہ کنعان پہنچا تو بڑے بھائی نے پیراہن یوسف والد بزرگوار کے چہرے پر ڈالا جس سے ان کی بینائی جو کثرت بکاء سے کمزور ہو چکی تھی بحال ہو گئی۔

پندرہواں حال ۔ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ ۔ تا ۔ وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ (ع ۱۱) حضرت یعقوب علیہ السلام تمام اہل و عیال سمیت مصر پہنچ گئے حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں پورے اعزاز و اکرام کیساتھ اپنے گھر اتارا۔ والدین اور سب بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم بجالائے۔ اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب سچا ہوا۔

تیسرا دعوی ـــــــ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں

سورۂ ہود میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپکو جو وحی بھیجی گئی ہے اسکی تبلیغ فرمائیں اور اس میں سے کچھ بھی چھپا کر نہ رکھیں یہاں سورۂ یوسف میں فرمایا۔ ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ (ع ۱۱) بلاشبہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ پر اللہ کی طرف سے غیب کی باتیں ذریعۂ وحی نازل کی جاتی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قصہ بھی غیب کی خبروں میں سے ہے۔ جب وہ یوسف علیہ السلام کو ٹھکانے لگانے کا منصوبہ بنارہے تھے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے یہ سب کچھ اللہ نے وحی کے ذریعے آپ کو بتایا ہے۔

أَفَأَمِنُوا أَن تَأْتِيَهُمْ الخ (ع ۱۲) تخویف دنیوی ہے۔ قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي الخ طریق تبلیغ ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین نے

کہا یہ ناممکن ہے کہ پیغمبر بھی ہو اور بشر بھی تو جواب دیا گیا کہ پہلے جتنے بھی پیغمبر بھیجے گئے وہ سب کے سب بشر اور انسان ہی تھے۔ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا تخویف دنیوی ہے پہلے مکذبین کا حال دیکھو ان کا کیا حشر ہوا اور ان کے انجام بد سے عبرت حاصل کرو۔

چوتھا دعوی ——— تبلیغ کی راہ میں اگرچہ مصائب ہیں مگر کامیابی آپ ہی کی ہے۔

سُوْرَةُ يُوسُفَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاَحَدَ عَشَرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ یوسف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

الۤرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ

یہ ؎ آیتیں ہیں واضح کتاب کی ہم نے اسے اتارا ہے

قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ

قرآن عربی زبان میں تاکہ تم سمجھ لو ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس ؎

اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ

بہت اچھا بیان اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن

وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾ اِذْ قَالَ

اور تو تھا اس سے پہلے البتہ بے خبروں میں ؎ جس وقت ؎ کہا

يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ

یوسف نے اپنے باپ سے اے باپ میں نے دیکھا خواب میں گیارہ ستاروں کو ؎ اور

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴿۴﴾ قَالَ يٰبُنَيَّ

سورج کو اور چاند کو دیکھا میں نے ان کو اپنے واسطے سجدہ کرتے ہوئے کہا اے بیٹے ؎

لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ

مت بیان کرنا خواب اپنا اپنے بھائیوں کے آگے پھر وہ بنائیں گے تیرے واسطے کچھ فریب

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ

البتہ شیطان ہے انسان کا صریح دشمن ف اور اسی طرح ؎

يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

برگزیدہ کریگا تجھ کو تیرا رب اور سکھلائے گا تجھ کو ٹھکانے پر لگانا باتوں کا

حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ انبیاء سابقین علیہم السلام کو تبلیغ توحید میں بڑی بڑی مصیبتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن انجام کار کامیابی انہیں ہی نصیب ہوئی اور ان کے دشمن خائب و خاسر ہوئے۔ ؎۲ یہاں سے لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ تک تمہید ہے اَلْكِتٰبُ سے قرآن مراد ہے یا یہ سورت جیسا کہ ارشاد ہے صُحُفًا مُّكَرَّمَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البینۃ) یہاں کُتُبٌ صحیفوں کے حصوں کو فرمایا۔ اَلْمُبِيْنُ یہ اشارہ ہے کہ اس سورت میں دلیل نقلی ذکر کی جائے گی۔ قُرْاٰنًا حال مؤطئہ ہے عَرَبِيًّا کے لئے یہ حال ہے اور عربیا اس کی صفت ہے (مظہری)۔ ؎۳ علماء یہود نے مشرکین سے کہا کہ محمد سے پوچھو آل یعقوب شام سے مصر کیسے منتقل ہوئی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا قصہ ہے اس پر یہ سورت نازل ہوئی (بیضاوی)۔ حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ صحابہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ہمیں کوئی عبرت آموز قصہ سنائیں اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف نازل فرمائی (خازن)۔ اَحْسَنَ الْقَصَصِ اس قصے کو احسن القصص اس لئے کہا گیا کہ اس سے دو نہایت اہم مسئلے واضح ہو جاتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی متصرف و مختار ہے اور ساری مخلوق اس کی قضا و قدر کے سامنے عاجز اور بے بس ہے وقد افادت انه لا دافع لقضاء الله تعالى ولا مانع من قدره وانه سبحانه اذا قضى لانسان بخير و مكرمة فلوان اهل العالم اجتمعوا على دفع ذلك لم يقدروا (روح ج ۱۲ ص ۱۷۲) یا احسن القصص اس لئے فرمایا کہ یہ واقعہ جس فصاحت و بلاغت اور حسن ادا سے بیان کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یا یہ عبرتوں، نصیحتوں اور حکمتوں سے لبریز ہونے کی وجہ سے احسن القصص ہے۔ يكون انه احسن القصص لما فيه من العبر و النكت والحكم والعجائب التى ليست فى غيرها (کبیر ج ۱۸ ص ۸۵)۔ ؎۴ یہ قصہ بیان کرنے سے پہلے آپ کو اس کی تفصیلات کا علم نہ تھا۔ اِنْ كُنْتَ میں اِنْ مخففہ من المثقلہ ہے اور ضمیر شان محذوف ہے ان مخففة من المثقيلة و اللام فارقة بينها و بين النافية يعنى وان الشان (مدارک ج ۲ ص ۱۶۱)۔ ؎۵ یہاں سے قصے کی ابتدا ہوتی ہے اور یہ پندرہ احوال میں سے پہلا حال ہے۔ اِذْ ظرف ہے جس کے لئے متعلق کا ہونا ضروری ہے۔ تفسیر عباسی میں ہے کہ اِذْ بمعنی قد ہے اس صورت میں اسے متعلق کی ضرورت ہی نہیں۔ اور بعض مفسرین اِذْ کا عامل متعلق اُذْكُرْ مقدر مانتے ہیں اُذْكُرْ چونکہ فعل متعدی ہے اور مفعول کو چاہتا ہے اس لئے اَلْقِصَّة مفعول مقدر ہوگا ای اذكر القصة اذ قال الخ لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ جب یہ قصہ حضور علیہ السلام کو معلوم ہی نہ تھا تو قصہ بیان کرنے کا حکم کس طرح دیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وحی کے ذریعہ آپ کو قصہ معلوم ہو گیا اس لئے بیان کرنے کا حکم دینا درست ہے۔ نیز رضی نے کہا ہے

۱؎ تمہید ۱۲

۲؎ مخففة من المثقلة ۱۲

۳؎ آغاز قصہ اور پندرہ احوال میں پہلا حال ہے قصہ کے پندرہ احوال سورت کے پہلے دو دعووں کو ثابت کرتے ہیں یعنی عالم الغیب اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں ۱۲

موضح قرآن ف یعنی اس کی تعبیر ظاہر ہے سنتے ہی سمجھ لیں گے۔ گیارہ بھائی تھے اور ایک باپ اور ایک ماں ان کی طرف محتاج ہوں گے۔ پھر شیطان ان کے دل میں حسد ڈالے گا۔

وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا

اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب کے گھر پر جیسا پورا کیا ہے

عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ

تیرے باپ دادوں پر اس سے پہلے ابراہیم اور اسحٰق پر البتہ تیرا رب

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶ ع لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ

خبردار ہے حکمت والا البتہ ہیں یوسف کے قصہ میں اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں نشانیاں

ع ۱۱

لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝۷ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى

پوچھنے والوں کے لئے ف جب کہنے لگے البتہ یوسف ف اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے

اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۨ ۝۸ۚ

ہمارے باپ کو ہم سے اور ہم ان سے قوت والے لوگ ہیں البتہ ہمارا باپ صریح خطا پر ہے ف

اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ

مار ڈالو یوسف کو یا پھینک دو کسی زمین میں کہ خالص رہے تم پر توجہ تمہارے باپ کی

وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝۹ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ

اور ہو رہنا اس کے بعد نیک لوگ بولا ایک بولنے والا ان میں ف

لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ

مت مار ڈالو یوسف کو اور ڈال دو اس کو گمنام کنوئیں میں کہ اٹھا لے جائے اس کو

بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝۱۰ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا

کوئی مسافر اگر تم کو کرنا ہے بولے اے باپ

مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰي يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝۱۱

کیا بات ہے کہ تو اعتبار نہیں کرتا ہمارا یوسف پر اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں

اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ

بھیج اس کو ہمارے ساتھ کل کو خوب کھائے اور کھیلے اور ہم تو اس کے

کہ اذ کے معنی غور و فکر کرنے کے ہیں یعنی اس قصے میں غور و فکر کرو اور اس سے عبرت حاصل کرو. بعض نے ظرف کو لّٰغٰفِلِيْنَ اور بعض نے نَقُصُّ کے متعلق قرار دیا ہے۔ (روح) حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نحویوں کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ ظروف کے متعلقات ان سے مؤخر بھی ہو سکتے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ اذ کا متعلق قَالَ يٰبُنَيَّ مؤخر ہو۔ معنی یہ ہوں گے کہ جب یوسفؑ نے اپنا خواب اپنے باپ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا الخ۔ **ف۶** حضرت یوسف علیہ السلام نے بچپن میں خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند ان کے سامنے جھک گئے ہیں۔ انہوں نے یہ خواب اپنے والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ السلام سے ذکر کیا وہ اس کی تعبیر سمجھ گئے اور اس سے اپنے بیٹے کے آئندہ فضل و کمال کا اندازہ لگا لیا۔ تعبیر میں گیارہ ستاروں سے گیارہ بھائی اور شمس (سورج) سے والد اور قمر (چاند) سے خالہ مراد ہیں کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ حضرت راحیل فوت ہو چکی تھیں۔ عن السدّی ان القمر خالتہ لان امہ راحیل قد ماتت (روح ج ۱۲ ص ۱۸۰)۔ **ف۷** حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹے کے خواب سے اندازہ لگا لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے حکمت و نبوت سے سرفراز فرمائے گا۔ اور اسے دنیا و آخرت میں شرف و فضیلت کے مقام بلند پر فائز کرے گا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو بعض قرائن سے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ ان کے بڑے بیٹے یوسف اور بنیامین سے حسد رکھتے ہیں اس لئے یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے سامنے اپنا خواب بیان کرنے سے منع فرما دیا جس کی تعبیر یہ تھی کہ سب بھائی ان کے سامنے جھکیں گے کیونکہ وہ اس کی تعبیر سمجھ جائیں گے اور مبادا تمہارے ہلاک کرنے کے منصوبے بنانے لگیں۔ ان یعقوب علیہ السلام کان شدید الحب لیوسف واخیہ فحسدہ اخوتہ لھٰذا السبب ظھر ذٰلک المعنی لیعقوب علیہ السلام بالامارات الکثیرۃ فلما ذکر یوسف علیہ السلام ھٰذہ الرؤیا وکان تاویلھا ان اخوتہ وابویہ یخضعون لہ فقال لا تخبرھم برؤیاک فانھم یعرفون تاویلھا فیکیدوا لک کیدا (کبیر ج ۱۸ ص ۹۰) وانما قال لہ ذٰلک لما انہ علیہ السلام عرف من رؤیاہ ان سیبلغہ اللہ تعالیٰ مبلغا جلیلا من الحکمۃ ویصطفیہ للنبوۃ وینعم علیہ بشرف الدارین فخاف علیہ حسد الاخوۃ الخ (روح ج ۱۲ ص ۱۸۱)۔ **ف۸** کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وَيُعَلِّمُكَ اور وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ الخ يَجْتَبِيْكَ کی تفسیر ہے۔ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ میں مِن تبعیضیہ ہے۔ تاویل الاحادیث سے امام مجاہد اور سدی کے نزدیک خوابوں کی تعبیر مراد ہے، حسن بصری کے نزدیک معاملات کے انجام اور امام زجاج کے نزدیک کتب سماویہ اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی احادیث کے معانی کا بیان مراد ہے۔ (خازن، مدارک، روح) علامہ قرطبی لکھتے ہیں یہ نبوت کی طرف اشارہ ہے اور اس سے کتب

موضح قرآن **ف** نوازش اللہ کی سجدے سے سمجھے اور کل بھلائی باتوں کی یعنی اس میں داخل ہے خواب کی تعبیر ان کے ذہن کی رسائی سے اور لیاقت سے کہ ایسا خواب موزوں دیکھا چھوٹی عمر میں ابراہیم اور اسحاق کا نام لیا اور اپنا نہیں لیا عاجزی سے۔ **ف۲** نقل ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کچھ بتاؤ کہ ہم محمد سے پوچھیں سچ آزمانے کو کہا پوچھو کہ ابراہیم کا وطن شام ہے اس کی اولاد بنی اسرائیل مصر میں کیونکر آئی کہ موسیٰ کو فرعون سے قضیہ ہوا۔ یہ سورۃ اتری فرمایا کہ پوچھنے والوں کو نشانیاں ہیں قریش کو یہ ایک بھائی کا حسد کیا اطاعت قبول نہ کی آخر اللہ نے اسی کی طرف محتاج کیا اور اسی طرح یہود حسد کر کر خراب ہوئے اور قریش نے بھائی کو وطن سے نکالا وہیں اس کو عروج ہوا۔ **ف۳** یعنی ہم وقت پر کام آنے والے ہیں اور یہ لڑکے ہیں چھوٹے ایک بھائی ان کا سگا تھا اور سب سوتیلے۔

سابقہ اور دلائل توحید کا بیان مراد ہے۔ ای احادیث الامم والکتب ودلائل التوحید فھو اشارۃ الی السُّبُعَ تہ (قرطبی ج ۹ ص ۱۲۹) اور تمام نعمت سے دینی اور دنیوی نعمتوں کا عطا کرنا مقصود ہے۔ بان وصل لھم نعمۃ الدنیا بنعمۃ الاٰخرۃ ای جعلھم انبیاء فی الدنیا وملوکا ونقلھم عنھا الی الدرجات العلیٰ فی الجنۃ (مدارک ج ۲ ص ۱۶۲)

ف ۹ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے اس قصے میں سوال کرنیوالوں کے لئے عبرت اور اطمینان کی نشانیاں ہیں۔ سائلین سے یا تو وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے یہود مدینہ کے کہنے پر حضور علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی آل واولاد ملک شام سے مصر میں کس طرح منتقل ہوئی۔ اس طرح یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ نے وحی کے ذریعے یہ قصہ پورا پورا صحیح تفصیلات کے ساتھ بیان فرما دیا۔ یا سائلین سے معترضین مراد ہیں جو توحید پر اعتراض کرتے تھے اس قصے میں ان کے لئے بھی بہت بڑی عبرت ونصیحت ہے کیونکہ قصے کی ہر کڑی سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نبی، ولی یا فرشتہ عالم الغیب، متصرف ومختار اور کارساز نہیں۔ ف ۱۰ یہ قصے کی دوسری کڑی ہے۔ برادران یوسفؑ نے آپس میں مشورہ کیا کہ یوسف اور بنیامین کو ہمارے والد بزرگوار ہم سے زیادہ چاہتے ہیں حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں مگر اس کے باوجود محترم ابا جان ہمیں اتنی اہمیت نہیں دیتے معلوم نہیں کہ وہ کس بھول میں ہیں اُقْتُلُوْا يُوْسُفَ الخ اس لئے یوسف کو راستہ سے ہٹانے کے لئے یا تو اسے قتل کر دیا جائے یا اسے کسی دور دراز علاقے میں چھوڑ دیا جائے جہاں سے اس کی کوئی خبر نہ آئے تاکہ ہم ہی والد بزرگوار کی محبت وشفقت کا مرکز بن جائیں اور بعد میں اس گناہ سے توبہ کر لیں۔ ف ۱۱ یہ اِذْ قَالُوْا کا متعلق ہے لہٰذا اس سے پہلے اُذْكُرْ مقدر ماننے کی ضرورت نہیں۔ یعنی جب بھائیوں نے مذکورہ بالا مشورہ کیا اس وقت ان میں سے ایک نے کہا یوسف کو قتل نہ کرو بلکہ اسے جنگل میں سرِ راہ کسی گہرے کنوئیں میں ڈال دو کوئی گذرنے والا قافلہ اسے نکال کر کسی دوسرے علاقے میں لیجائے گا اس طرح تمہارا مقصد بھی پورا ہو جائے گا اور یوسف کی جان بھی بچ جائے گی۔ اکثر مفسرین کی رائے میں یہ قائل یہودا تھا جو سب سے بڑا تھا۔ آخر سب نے اتفاق کیا کہ یوسف کو قتل کرنے کے بجائے کسی گہرے کنوئیں میں پھینک دیا جائے جیسا کہ آئندہ تفصیلات سے پتہ چلتا ہے بھائیوں نے مل کر یہ پروگرام بنایا مگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس کا کوئی علم نہیں۔ اس سے ان کے غیب داں ہونے کی نفی ہوتی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرزندان یعقوب علیہ السلام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ان کے والد گرامی غیب نہیں جانتے تھے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہی تعلیم تھی کہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں نہیں۔ ورنہ وہ ایسا کوئی منصوبہ نہ بناتے۔ ف ۱۲ یوسف علیہ السلام کو باپ سے جدا کرنے کا پروگرام بنا کر والد گرامی کی خدمت میں آئے اور کہا کہ یوسف کے بارے میں آپ ہم

لَحٰفِظُوْنَ ⑫ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ
نگہبان ہیں ف۱ بولا مجھ کو غم ہوتا ہے ف۲ اس سے کہ تم اس کو لے جاؤ اور
اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ⑬
ڈرتا ہوں اس سے کہ کھا جائے اس کو بھیڑیا اور تم اس سے بے خبر رہو ف۲
قَالُوْا لَىٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا
بولے اگر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور ہم ایک جماعت ہیں قوت ور تو تو ہم نے
لَّخٰسِرُوْنَ ⑭ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَ اَجْمَعُوْۤا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ
سب کچھ گنوا دیا پھر جب لے کر چلے اس کو ف۱۳ اور متفق ہوئے کہ ڈالیں اس کو
فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ
گمنام کنوئیں میں اور ہم نے اشارہ کر دیا اس کو کہ تو جتا ئیگا ان کو ان کا یہ کام
هٰذَا وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ⑮ وَ جَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً
اور وہ تجھ کو نہ جانیں گے ف۳ اور آئے اپنے باپ کے پاس اندھیرا پڑے
یَّبْكُوْنَ ؕ ⑯ قَالُوْا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا
روتے ہوئے کہنے لگے اے باپ ہم لگے دوڑنے آگے نکلنے کو اور چھوڑا
یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ
یوسف کو اپنے اسباب کے پاس پھر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور تو باور نہ کرے گا
لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ⑰ وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ
ہمارا کہنا اگرچہ ہم سچے ہوں اور لائے اس کے کرتے پر لہو لگا کر جھوٹ
قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ وَ
بولا یہ ہرگز نہیں بلکہ بنا دی ہے تم کو تمہارے جیوں نے ایک بات ف۱۶ اب صبر ہی بہتر ہے اور
اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ⑱ وَ جَآءَتْ سَیَّارَةٌ
اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو ف۱۷ اور آیا ایک قافلہ ف۱۸

الثلثة

الثلثة

موضح قرآن

ف ۱ بکریاں چرانے کو جنگل جاتے تھے۔ ف ۲ ان کو بھیڑئیے کا بہانہ کرنا تھا وہی اُن کے دل میں خوف آیا ف ۳ پھر جب لے کر چلے فرمایا آگے نہ فرمایا کہ کیا ہوا اس واسطے کہ لائق بیان کے نہیں جو کچھ بھائیوں نے سلوک کیا راہ میں بُرا کہتے اور مارتے لے گئے نہ ان کے رونے پر رحم کھایا نہ فریاد پر پھر کنوئیں میں ڈالا وہ کنارے کو پکڑ کر رہ گئے تب رسی میں باندھ کر لٹکایا آدھی دور سے چھوڑ دیا تب پانی میں گرے چوٹ سے بچے گوشہ میں ایک پتھر پر بیٹھ رہے اور بھائیوں نے کرتہ اتار کر ننگا ڈالا تب حق تعالیٰ کی بشارت پہنچی کہ ایک وقت تو ان کو یاد دلا دے گا اُن کا کام۔ ف ۴ یعنی کرتے پر لہو وہی تھا اُن کا جھوٹ بھیڑیا کھاتا تو کرتہ ثابت کب چھوڑ جاتا۔

پر اعتماد کیوں نہیں کرتے حالانکہ وہ ہمارا عزیز بھائی ہے اور ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔ آپ اسے ہمارے ساتھ بھیجیں باہر سیر و تفریح سے دل بہلائے گا اور ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ ۱۳ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اس کی جدائی میرے لئے باعث غم ہے نیز مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا تمہاری غفلت سے اسے کوئی بھیڑیا کھا جائے بھیڑیے کی تخصیص اس لئے کی کہ اس علاقے میں بھیڑیے بکثرت پائے جاتے تھے۔ وخصه بالذكر لان الارض على ما قيل كانت مذئبة (روح ج ۱۲ صفحہ ۱۹۵) قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الخ بیٹوں نے جواب دیا ہم دس جوانوں کی ایک طاقت ور جماعت ہیں اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر ہماری موجودگی میں ایسا ہو گیا تو پھر ہم تو کمزور اور بزدل ٹھہرے۔

فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ
پھر بھیجا اپنا پانی بھرنے والا اس نے لٹکایا اپنا ڈول کہنے لگا کیا خوشی کی بات ہے یہ ایک لڑکا
وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ (۱۹) وَشَرَوْهُ
اور چھپا لیا اس کو تجارت کا مال سمجھ کر اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ف۱ اور بیچ آئے اسکو
بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ
بھاؤ ناقص قیمت کو گنتی کی چونیاں اور ہو رہے تھے اس سے
الزّٰهِدِيْنَ (۲۰) ع وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ
بیزار ف۲ اور کہا جس نے خرید کیا اس کو ف۳ مصر سے اپنی عورت کو
اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَ
آبرو سے رکھ اس کو شاید ہمارے کام آئے یا ہم کر لیں اس کو بیٹا اور
كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ
اسی طرح جگہ دی ہم نے یوسف کو ف۴ اس ملک میں اور اس واسطے کہ اس کو سکھائیں کچھ
تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
ٹھکانے پر بٹھانا باتوں کا اور اللہ زور آور رہتا ہے اپنے کام میں ولیکن اکثر
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۲۱) وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا
لوگ نہیں جانتے ف۵ اور جب پہنچ گیا اپنی قوت کو ف۶ دیا ہم نے اس کو حکم
وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ (۲۲) وَرَاوَدَتْهُ
اور علم اور ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ہم نیکی والوں کو ف۷ اور پھسلایا اس کو ف۸
الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ
اس عورت نے جس کے گھر میں تھا اپنا جی تھامنے سے اور بند کر دیئے دروازے اور بولی
هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْۤ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ
شتابی کر کہا خدا کی پناہ ف۹ وہ عزیز مالک ف۱۰ ہے میرا اچھی طرح رکھا ہے مجھ کو

ع ۲ / ۱۲

۱۷ جو تھا حال ۱۲ — ۱۸ کوف یا پانی کما لکھ کے لنے ۱۲ — ۱۹ یہ ایک پانچواں حال ہے ۱۲

۱۴ اَجْمَعُوْا یعنی یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینکنے پر متفق ہو گئے یہ ذھبوا پر معطوف ہے اور لَمَّا کی جزار محذوف ہے ای فعلوا به ما فعلوا من الاذی (مدارک ج ۲ صفحہ ۱۶۴) وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ الخ مجاہد، ضحاک اور قتادہ کے نزدیک وحی نبوت مراد ہے حضرت یوسف علیہ السلام کو صغر سن ہی میں نبوت مل گئی تھی۔ امام مجاہد نے ایک قول میں اور دیگر مفسرین نے وحی سے الہام مراد لیا ہے یعنی ہم نے یوسف کے دل میں یہ بات ڈال دی، جیسا کہ شہد کی مکھی کے بارے میں فرمایا وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ (قرطبی و روح) ۱۵ رات کو سب بھائی روتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے یوں بہانہ کرنے لگے کہ ہم دوڑتے ہوئے آگے نکل گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے واپس آئے تو اسے بھیڑیا کھا چکا تھا۔ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ الخ كذب ای مكذوب فيه او ذی كذب اور بدم میں باء تعدیہ کے لئے ہے۔ یعنی وہ یوسف علیہ السلام کی قمیص پر ایسا خون لگا کر لے آئے جو ان کا نہ تھا وہ بکری کا بچہ یا ہرن ذبح کر کے اس کے خون میں یوسف علیہ السلام کا کرتہ لت پت کر کے لے آئے مگر ان سے یہ چوک ہو گئی کہ کرتہ پھاڑنا بھول گئے۔ (مدارک، قرطبی) ۱۶ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کرتہ دیکھ کر فرمایا یوسف کو بھیڑیئے نے نہیں کھایا تم نے یوسف کو سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کہیں غائب کر دیا ہے۔ بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا جائے اور اس کا کرتہ صحیح و سلامت رہے۔ قال سعید بن جبیر لما جاءوا على قميصه بدم كذب وما كان متخرقا قال كذبتم لو اكله الذئب لخرق قميصه الخ

موضح قرآن ف۱ کنوئیں میں تھے حضرت یوسف ڈول میں ہو بیٹھے کھینچنے والے نے ان کا حسن دیکھ کر خوشی سے پکارا کہ بڑی قیمت کو بکے گا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کرتے ہیں شاید یہ مراد ہو کہ یہود اس جگہ یہ قصہ الٹتے ہیں توریت میں بدل ڈالا ہے تا اپنے باپ دادوں پر عیب نہ آوے ف۲ اگلے دن بھائی گئے کنوئیں میں نہ پایا قافلے پر دعویٰ کیا جب ثابت ہوا اٹھارہ درم کو بیچ دیا۔ درم قریب ہے پاؤلی کے۔ نو بھائیوں نے دو دو درم بانٹے ایک نے حصہ نہ لیا پھر آگے قافلے والوں نے مصر میں جا کر بیچا۔ حق تعالیٰ نے صریحاً ایک بیچنا فرمایا پردہ پوشی کو لیکن اشارہ سے معلوم ہوا کہ سستے مول تو اسی جگہ بیچا ہے۔ ف۳ مصر میں عزیز نے مول لیا عزیز کہتے تھے بادشاہ کے مختار کو۔ اس نے ہوشیار دیکھ کر غلاموں کی طرح نہ رکھا فرزند کی طرح رکھا کہ کاروبار میں نائب ہو گا۔ اس طرح حق تعالیٰ نے اس ملک میں ان کا قدم جمایا پھر ان کے سبب سے سارے بنی اسرائیل کو بسایا اور یہ بھی منظور تھا کہ سرداروں کی صحبت دیکھیں تا رمز و اشارہ سمجھنے کا سلیقہ کمال پکڑیں اور علم خدائی پورا پاویں اور اللہ جیت رہتا ہے یعنی بھائیوں نے چاہا کہ ان کو گرا دیں اسی میں یہ چڑھ گئے ف۴ حکم دیا یعنی عقل سے مشکل باتیں حل کرنے اور علم اللہ کا دین۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی خیانت او ستوا تم کرد ۱۲۔

(کبیر ج ۱۸ صنا) مَا تَصِفُوْنَ ای علیٰ احتمال ما تصفون یعنی جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس کا غم واندوہ برداشت کرنے پر اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتا ہوں۔ واقعہ کے اس حصے سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ لختِ جگر چند میلوں کے فاصلے پر ایک کنویں میں پڑا ہے مگر اس کا انکو علم نہیں۔ **۱۷ف** یہ قصے کا تیسرا حال ہے۔ یٰبُشْرٰی اصل میں یا للبشریٰ تھا (رضی) لام کو بعض اوقات گرادیتے ہیں۔ معنی یوں ہوں گے واہ خوشی۔ کنویں کے پاس سے تاجروں کا ایک قافلہ گذرا، انہوں نے پانی کے لئے اپنا آدمی بھیجا اس نے جب ڈول کنویں میں لٹکایا تو حضرت یوسف علیہ السلام ڈول سے لٹک گئے جب اس نے نہایت حسین و جمیل لڑکا ڈول کے ساتھ چمٹا ہوا دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو اس کی خوشخبری سنائی وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً انہوں نے قافلے کے دوسرے لوگوں سے یوسف علیہ السلام کا معاملہ یہ کہہ کر چھپا دیا کہ کنویں والوں نے یہ غلام ہمیں دیا ہے تاکہ ہم اسے بیچ کر رقم ان کو واپس کر دیں قال مجاھد اسرہ مالک بن دعر واصحابہ عن التجار الذین معھم فی الرفقۃ وقالوا ھو بضاعۃ استبضعنا ھا بعض اھل الشام او اھل ھذا الماء الی مصر وانما قالوا ھذا خیفۃ الشرکۃ (قرطبی ج ۹ ص۱۵۴) وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ الخ شروہ ای باعوہ مصر پہنچ کر انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اونے پونے داموں فروخت کر دیا اور ان میں بے رغبتی کا مظاہرہ کیا اصل میں وہ یہ چاہتے تھے کہ اس کے جتنے بھی دام وصول ہو جائیں غنیمت ہے ایسا نہ ہو کہ مالک یا وارث آجائے اور اسے فروخت کرنے سے پہلے ہی ان سے چھین لے۔ **۱۸ف** یہ چوتھا حال ہے۔ قافلے والے یوسف علیہ السلام کو معمولی داموں میں مصر میں بیچ کر چلے گئے۔ جس نے قافلہ والوں سے خریدا تھا اس سے شاہ مصر ریان بن ولید کے وزیر خزانہ قطفیر ملقب بعزیز نے خریدا۔ بعض نے لکھا ہے کہ عزیز مصر قطفیر نے براہ راست قافلہ والوں سے خریدا تھا۔ قال ابن عباس انما اشتراہ قطفیر وزیر ملک مصر۔۔ وکان ھذا العزیز الذی اشتریٰ یوسف علی خزائن الملک (قرطبی ج ۹ ص۱۵۸) عزیز مصر حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید کر گھر لے گیا اور بیوی سے کہا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور کھانے، پینے اور پہننے کو اچھا دینا ممکن ہے یہ بڑا ہو کر ہمارے کسی کام آئے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں گے۔ کیونکہ ان کے کوئی اولاد نہ تھی **۱۹ف** کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وَلِنُعَلِّمَهٗ کا معطوف علیہ محذوف ہے ای لنکرمہ یعنی یوں ہم نے یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کے گھر عزت واکرام کی جگہ دی تاکہ ہم اسے عزت دیں اور تاکہ اسے تعبیر رؤیا کا علم عطا کریں۔ **۲۰ف** یہ پانچواں حال ہے اَشُدَّ کی تفسیر میں اقوال مختلف ہیں حضرت ابن عباس رضؓ نے تینتیس سال سے اسکی تفسیر فرمائی ہے امام رازی کے نزدیک یہی راجح ہے (کبیر ج ۱۸ ص۱۱۱) حُكْمًا وَّعِلْمًا حکم سے نبوت اور علم سے شریعت مراد ہے یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے عن ابن عباس ان الحکم النبوۃ والعلم الشریعۃ (روح ج ۱۲ ص۲۰۲) وقال مجاھد العقل والفھم والنبوۃ۔ **۲۱ف** حضرت یوسف علیہ السلام حسن وجمال میں یگانۂ روزگار

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا

بیشک بھلائی نہیں پاتے جو لوگ بے انصاف ہوں ف اور البتہ عورت نے فکر کیا ۲۳ف اس کا اور اس نے فکر کیا

لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ

عورت کا اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھے قدرت اپنے رب کی ف۲ یونہی ہوا تاکہ ہٹائیں ہم اس سے برائی ۲۴ف

وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا

اور بے حیائی البتہ وہ ہے ہمارے برگزیدہ بندوں میں ف۳ اور دونوں دوڑے

الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا

دروازہ کو اور عورت نے چیر ڈالا اس کا کرتہ پیچھے سے اور دونوں مل گئے عورت کے خاوند سے

لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ

دروازہ کے پاس بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں برائی مگر

اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ

یہی کہ قید میں ڈالا جائے یا عذاب دردناک ف۴ یوسف بولا اسی نے خواہش کی مجھ سے کرنہ

نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ

تھاموں اپنے جی کو اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے ۲۶ف اگر ہے کرتہ اس کا پھٹا

مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ

آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ ہے جھوٹا اور اگر ہے

قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾

کرتہ اس کا پھٹا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے ف۵

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ

پھر جب دیکھا عزیز نے کرتہ اس کا پھٹا ہوا پیچھے سے کہا بے شک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا البتہ

كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ

تمہارا فریب بڑا ہے یوسف جانے دے اس ذکر کو اور

سلا ظاہر ہو قریب ہے اور اس کی جزا مقدم ہے یعنی ھمّ بھا ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اسکے ناموس میں کیونکر خلل کروں۔ ف۲ نقل ہے کہ حضرت یعقوب کی صورت انکو نظر آئی انگلی دانت میں۔ باقی خیال گناہ گناہ نہیں اور اگر گناہ ہے تو کمتر سا اصل گناہ سے اللہ نے پیغمبر کو بچالیا ہے۔ ف۳ حضرت یوسف دوڑے نکل جانے کو وہ دوڑی پکڑنے کو ف۴ اس عورت کا ناتے دار ایک لڑکا دودھ پیتا یہ بول اٹھا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی صورت یعقوب حاضر شد انگشت را بدندان گرفتہ ۱۲۔

ع ٣ ٩ ١٣

اسْتَغْفِرِي لِذَنْۢبِكِ ۚ إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِينَ ﴿٢٩﴾ وَ
عورت تو بخشوا اپنا گناہ بے شک تو ہی گناہ گار تھی اور
قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ
کہنے لگیں عورتیں اس شہر میں ؃ عزیز کی عورت خواہش کرتی ہے
فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ إِنَّا لَنَرٰىهَا
اپنے غلام کو اس کے جی کو فریفتہ ہو گیا اس کا دل اس کی محبت میں ہم تو دیکھتے ہیں
فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٣٠﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ
اس کو صریح خطا پر ؃ پھر جب سُنا ؃ اس نے ان کا فریب بلوا بھیجا
إِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ
ان کو اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی ان کو ہر ایک کے ہاتھ میں
سِكِّينًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ
ایک چھری اور بولی یوسف نکل آ ان کے سامنے پھر جب دیکھا اس کو ششدر رہ گئیں
وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ
اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں حاش للہ نہیں یہ شخص آدمی
إِنْ هٰذَآ إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ﴿٣١﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِي
یہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ ؃ بولی یہ وہی ہے ؃ کہ
لُمْتُنَّنِي فِيهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ
طعنہ دیا تھا تم نے مجھ کو اس کے واسطے اور میں نے لینا چاہا تھا اس سے اس کا جی پھر اس نے تھام رکھا
وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا مِّنَ
اور بے شک اگر نہ کریگا جو میں اس کو کہتی ہوں تو قید میں پڑے گا اور ہو گا
الصّٰغِرِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا
بے عزت ف٣ یوسف بولا ؃ اے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جس کی

اور یکتائے زمانہ تھے، عزیز مصر کی بیوی جس کے گھر میں وہ رہتے تھے ان پر فریفتہ ہوگئی اور انہیں گناہ پر اکسانے میں لگ گئی عَنْ نَّفْسِهٖ، رَاوَدَتْ کے متعلق ہے یعنی اس عورت نے یوسف علیہ السلام سے ان کے نفس کا مطالبہ کیا۔ مراد جماع کا مطالبہ ہے ای طلبت یوسف ان یواقعها (مدارک ج ۲ ص ۱۶۶) غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ گھر کے تمام دروازے بند کرلئے۔ قرآن سے دروازوں کو تالے لگانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ هَيْتَ لَكَ یہ اسم فعل ہے بمعنی تعال و اسرع یعنی جلدی کر۔ ۲۲ مفعول مطلق ہے اور اس کا فعل محذوف ای اعوذ معاذ اللہ۔ رَبِّيْٓ سے عزیز مصر مراد ہے جس نے ان کو ناز و نعم سے رکھنے کا حکم دیا تھا یا رب حقیقی مراد ہے جس نے یہ اسباب مہیا فرمائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس عورت کے جواب میں فرمایا میں اس فعل سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تو میرے آقا کی بیوی ہے جس نے مجھ پر بے پایاں احسانات کئے۔ اس لئے اس کی عزت کو ہاتھ ڈالنا بہت بڑی نمک حرامی ہے میں یہ کام ہرگز نہیں کروں گا۔ یا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا کہ کنوئیں سے نکال کر اس آرام و راحت کی جگہ پہنچایا تو اب میں کیونکر اس کی ناشکری کروں۔ ۲۳ زلیخا چونکہ بُرے کام کا پختہ ارادہ کرچکی تھی اس لئے اس کے ارادے کو لام اور قد تاکید کے دو حرفوں کے ساتھ بیان کیا گیا لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے فعلِ بد کا ارادہ ہی نہیں کیا کیونکہ انہوں نے عظمتِ خداوندی کا نشان دیکھ لیا تھا اسی لئے ان کے ارادے کو برہان پر معلق فرمایا یعنی زلیخا تو ارادہ کرچکی تھی اور یوسف علیہ السلام بھی اگر برہانِ رب نہ دیکھتے تو ارادہ کرلیتے۔ امام ابوعبیدہ فرماتے ہیں اس میں تقدیم و تاخیر ہے لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ شرط موخر ہے اور هَمَّ بِهَا جزاء مقدم ہے قال ابوعبیدة هذا علی التقدیم والتاخیر کانه اراد وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ولولا ان رّاٰ برهان ربه لَهَمَّ بِهَا (قرطبی ج ۹ ص ۱۶۶) ۲۴ برہان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زلیخا نے کونے میں رکھے ہوئے ایک بت پر پردہ ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا سبب پوچھا وہ بولی یہ میرا معبود ہے فعلِ بد کرتے ہوئے اس سے شرم آتی ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تو اس بے حس و بے شعور حدا سے شرماتی ہے تو میں اپنے علیم و خبیر خدا سے کیوں نہ شرماؤں اس لئے انہوں نے بُرے کام کا ارادہ بھی نہ فرمایا (قرطبی)۔ بعض نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام متمثل ہوکر سامنے آگئے تھے۔ یہ بات کمزور اور بے دلیل ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں برہان سے استقامت اور ربط القلب مراد ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صلاح و تقویٰ پر اس قدر محکم و مستقیم فرمادیا کہ ان کے دل میں گناہ کا ارادہ بھی پیدا نہ ہوا۔ ۲۵ لِنَصْرِفَ کا متعلق محذوف ہے ای کذلک ثبتنا ہ لنصرف یعنی ہم نے یوسفؑ کو یوں ثابت قدم رکھا تاکہ اپنے آقا کی خیانت اور اپنے خالق کی معصیت سے اس کو محفوظ رکھیں کیونکہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھا۔ السوء خیانت الفحشآء زنا (مدارک) اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ جملہ تعلیل برائے ماقبل۔ ۲۶ حضرت یوسفؑ نے جب یہ حال دیکھا تو معصیت سے بچنے کے لئے دروازے کی طرف دوڑے اور زلیخا ان کو پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے دوڑی اور پیچھے سے

موضح قرآن ف۱ یعنی غلام اس قابل کیا ہوگا ف۲ چھریاں دی تھیں میوہ کھانے کو، ان کا حسن دیکھ کر بے حواس ہوگئیں، چھری سے ہاتھ کٹ گئے ف۳ ان کے روبرو یہ بات کہی تا وہ بھی سمجھادیں اور حضرت یوسف ڈر کر قبول کریں۔

ان کا کرتہ پکڑلیا اور وہ پھٹ گیا۔ اتفاق سے عزیز مصر بھی باہر سے دروازے پر آپہنچا اور دونوں کی بھاگم دوڑ دیکھ لی زلیخا نے موقع کی نزاکت بھانپ کر نسوانی مکر سے کام لیا اور یوسف علیہ السلام سے پہلے ہی بول اٹھی کہ جو شخص تمہاری بیوی سے برائی کا ارادہ کرے اس کی سزا قید ہے یا اس سے بھی کوئی سخت سزا۔ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي زلیخا کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی صفائی پیش کی کہ میرا کوئی قصور نہیں یہ سب زلیخا ہی کی بدنیتی ہے۔ میں تو اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے بھاگ کر باہر نکلنا چاہتا تھا۔ **ف۲۷** یہ شاہد چھوٹا بچہ نہیں تھا جیسا کہ مشہور ہے کیونکہ یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ صحیحین کی روایت میں جن تین بچوں کا مہد میں کلام کرنا ثابت ہے ان میں اس شاہد کا کوئی ذکر نہیں۔ حضرت حسن، عکرمہ، قتادہ اور مجاہد رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ شاہد یوسفؑ شیرخوار بچہ نہیں تھا بلکہ ایک دانا آدمی تھا امام سُدّی فرماتے ہیں وہ زلیخا کا چچازاد بھائی تھا قال الحسن و عکرمۃ وقتادۃ ومجاھد لم یکن صبیا ولکنہ کان رجلا حکیما ذا رأی وقال ھو ابن عم المرأۃ فحکم (خازن ومعالم ج ۳ ص ۲۰۲) اس شخص نے اس معاملے میں غور و فکر کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ یوسفؑ بے قصور ہے کیونکہ اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس گناہ سے بچنے کے لئے بھاگا مگر زلیخا نے دوڑ کر اسے پیچھے سے پکڑنے کی کوشش کی ہے اس لئے پیچھے سے اس کا کرتہ پھٹ گیا ہے۔ اگر وہ مجرم ہوتا اور زلیخا اس سے بچنے کی کوشش کرتی تو ہاتھا پائی میں یوسفؑ کا کرتہ آگے سے پھٹنا چاہئے تھا۔ چنانچہ اسی بنیاد پر اس نے اپنا فیصلہ دیا۔ شَہِدَ یہاں بمعنی حَکَمَ ہے۔ وحکم حاکم (خازن ومعالم) **ف۲۸** عزیز مصر نے جب دیکھا کہ اس دانا آدمی کے قول کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو سمجھ گیا کہ قصور میری بیوی کا ہے اور اپنی بیوی سے خطاب کر کے صاف کہہ دیا کہ تم عورتیں بڑی مکار ہوتی ہو اور اپنا گناہ دوسروں کے سر تھوپنے کے لئے کیسے کیسے پاپڑ بیلتی ہو۔ ساتھ ہی حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ بے شک تم بے قصور ہو مگر اب جانے دو اور اس معاملے کو طول نہ دو یہ میری عزت کا سوال ہے اور اپنی بیوی سے کہا کہ تم قصوروار ہو ایک تو تم نے برے فعل کا ارادہ کیا اور پھر ایک پاکدامن پر تہمت لگائی اس لئے ان گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ اللہ تعالیٰ نے خود عزیز مصر کی زبان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی برات اور پاکدامنی کا اعلان کرا دیا۔ **ف۲۹** یہ

يَدْعُونَنِيٓ إِلَيْهِ ۖ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ
طرف مجھ کو بلاتی ہیں اور اگر تو نہ دفع کریگا مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہو جاؤنگا انکی

وَأَكُن مِّنَ ٱلْجَٰهِلِينَ ﴿۳۳﴾ فَٱسْتَجَابَ لَهُۥ رَبُّهُۥ فَصَرَفَ عَنْهُ
طرف اور ہو جاؤں گا بے عقل سو قبول کر لی اس کی دعا اس کے رب نے پھر دفع کیا اس سے

كَيْدَهُنَّ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُم
ان کا فریب البتہ وہی ہے سننے والا خبردار ف۱ پھر یوں سمجھ میں آیا لوگوں کو

مِّنۢ بَعْدِ مَا رَأَوُا۟ ٱلْءَايَٰتِ لَيَسْجُنُنَّهُۥ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۳۵﴾ ع
ان نشانیوں کے دیکھنے کے بعد کہ قید رکھیں اس کو ایک مدت تک ف۲ اور

ع ۴ / ۱۴

وَدَخَلَ مَعَهُ ٱلسِّجْنَ فَتَيَانِ ۖ قَالَ أَحَدُهُمَآ إِنِّيٓ أَرَىٰنِيٓ
داخل ہوئے قید خانہ میں اس کے ساتھ دو جوان کہنے لگا ان میں سے ایک میں دیکھتا ہوں کہ میں

أَعْصِرُ خَمْرًا ۖ وَقَالَ ٱلْءَاخَرُ إِنِّيٓ أَرَىٰنِيٓ أَحْمِلُ فَوْقَ
نچوڑتا ہوں شراب اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اٹھا رہا ہوں اپنے

رَأْسِى خُبْزًا تَأْكُلُ ٱلطَّيْرُ مِنْهُ ۖ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِۦٓ ۖ إِنَّا
سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہیں اس میں سے بتلا ہم کو اس کی تعبیر ہم

نَرَىٰكَ مِنَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِۦٓ
دیکھتے ہیں تجھ کو نیکی والا ف۳ بولا نہ آنے پائے گا تم کو کھانا جو ہر روز تم کو ملتا ہے

إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِۦ قَبْلَ أَن يَأْتِيَكُمَا ۚ ذَٰلِكُمَا مِمَّا
مگر بتا چکوں گا تم کو اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے یہ علم ہے کہ

عَلَّمَنِى رَبِّىٓ ۚ إِنِّى تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ
مجھ کو سکھایا میرے رب نے میں نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ ایمان نہیں لاتے اللہ پر

وَهُم بِٱلْءَاخِرَةِ هُمْ كَٰفِرُونَ ﴿۳۷﴾ وَٱتَّبَعْتُ مِلَّةَ ءَابَآءِىٓ
اور آخرت سے وہ لوگ منکر ہیں ف۴ اور پکڑا میں نے دین اپنے باپ دادوں کا

موضح قرآن **ف** ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مانگے سے قید پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنا ہی قبول فرمایا کہ ان کا فریب دفع کیا اور قید ہونا تھا قسمت میں۔ آدمی کو چاہیئے کہ گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگے۔ پوری بھلائی مانگے گو کہ وہی ہوگا جو قسمت میں ہے۔ **ف۲** اگرچہ نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ عورت کا ہے تو بھی ان کو قید کیا تا بدنامی خلق میں عورت سے اترے یا اس واسطے کہ اس کی نظر سے دور رہیں **ف۳** جس نے شراب دیکھا وہ بادشاہ کا شراب ساز تھا، دوسرا نان بائی تھا لیکن خلاف عادت دیکھا کہ سر پر سے جانور نوچتے ہیں، زہر کی تہمت میں دونوں قید تھے آخر نان بائی پر ثابت ہوئی۔ **ف۴** حق تعالیٰ نے قید میں یہ حکمت رکھی کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے ٹوٹا تو دل پر اللہ کا علم روشن ہوا چاہا کہ اول ان کو دین کی بات سنا دیں پیچھے تعبیر خواب کہیں اس واسطے تسلی کر دی تا نہ گھبرا دیں کہا کہ کھانے کے وقت وہ بھی بتا دوں گا۔

فتح الرحمٰن **ف۱** مترجم گوید یعنی مشورت کردند کہ یوسف را بزندان باید کرد تا نزدیک مردمان برات زلیخا ظاہر شود واللہ اعلم ۱۲۔

پندرہ احوال میں سے چھٹا حال ہے۔ زلیخا کے اس واقعہ کی خبر آگ کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی اور مصر کی ہر عورت کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو برائی پر اکسانے کی کوشش کرتی ہے اور اس پر دل وجان سے فریفتہ ہو چکی ہے۔ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا یوسف کی محبت زلیخا کے دل کے پردے کو چاک کر کے اس کے دل کی گہرائیوں میں اتر چکی ہے۔ خرق حبه شغاف قلبها حتى وصل الى الفؤاد (مدارک ج ۲ ص ۱۶۸) لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ وہ نری بے عقل اور صریح غلطی میں ہے۔ ف۳۰ زلیخا کو جب معلوم ہوا کہ عورتیں اس کو بدنام کر رہی ہیں تو اس نے شہر کی چیدہ عورتوں کو دعوت پر بلایا تاکہ وہ ان کے سامنے اپنا عذر پیش کر سکے۔ نیز اس کا منصوبہ یہ تھا کہ کسی تدبیر سے وہ بھی یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہو جائیں اور اس کی ملامت سے باز آ جائیں۔ انها لما سمعت انهن يلمنها على تلك المحبة المفرطة ارادت ابداء عذرها فاتخذت مائدة ودعت جماعة من اكابرهن الخ (كبير ج ۱۸ ص ۱۲۷) زلیخا نے دعوت میں چالیس منتخب عورتوں کو مدعو کیا اور نہایت اعلیٰ سجے ہوئے کمرے میں ان کے لئے جگہ بنائی اور تکئے لگا دیئے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں پھل وغیرہ کاٹنے کے لئے ایک ایک چھری تھما دی اور یوسف علیہ السلام کو اچانک ان کے کمرے میں داخل ہونے کا حکم دیا عورتوں نے جوں ہی ان کے پیکرِ حسن وجمال چہرے کو دیکھا تو اس باختہ اور مدہوش ہو گئیں اور پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ أَكْبَرْنَهٗ اعظمنه وهبنه — ابن عباس (قرطبی)، یعنی انہیں دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئیں۔ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ اور سب عورتیں بول اٹھیں معاذ اللہ یہ تو بشر اور انسان ہے ہی نہیں یہ تو کوئی بڑا ہی معزز و مکرم فرشتہ ہے۔ ایسے حسن وجمال اور محاسن صفات کا مالک انسان نہیں ہو سکتا اس لئے لامحالہ یہ تو کوئی بڑا ہی بلند مرتبہ فرشتہ ہے۔ نفين منه البشرية لغرابة جماله واثبتن له الملكية وتبتن بها الحكم لما ركز فى الطباع ان لا احسن من الملك الخ (مدارک ج ۲ ص ۱۶۹) والمقصود من هذا اثبات الحسن العظيم المفرط ليوسف لانه قد ركز فى النفوس ان لا شئ احسن من الملك (خازن ج ۳ ص ۲۸۷) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں اس سے ان کا مقصد حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت و برارت کو ظاہر کرنا ہے کہ ایسا بے مثل حسن وجمال، ایسی بھرپور جوانی اور بے خطر خلوت ان حالات میں جو شخص برائی سے بچتا ہے وہ بلاشبہ فرشتہ ہے۔ لان الجمع بين الجمال الرائق والكمال الفائق والعصمة البالغة من خواص الملائكة (مظہری ج ۵ ص ۱۵۹)۔ ف۳۱ زلیخا نے جب عورتوں کی فریفتگی اور وارفتگی دیکھی تو فوراً بول اٹھی کہ دیکھا یوسف کو دیکھ کر تم خود مبہوت و مدہوش ہو گئی ہو اور یہی میرا قصور ہے جس پر تم مجھے ملامت کرتی ہو۔ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ اس میں شک نہیں کہ میں نے یوسف کے اسی بے مثال حسن وجمال پر فریفتہ ہو کر اسے ورغلانے کی کوشش کی ہے فَاسْتَعْصَمَ لیکن وہ صاف بچ گیا ہے اور گناہ سے محفوظ و معصوم رہا ہے۔ یہ زلیخا کی زبان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی کی شہادت ہے۔ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ اب تک تو یوسف میرے کہنے میں نہیں آیا لیکن یاد رکھے اگر وہ میری بات نہیں مانے گا تو اسے قید کر دیا جائے گا اور اس طرح جیل میں اسے چوروں، ڈاکوؤں اور دیگر جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ ذلت و رسوائی برداشت کرنا پڑے گی۔ یہ زلیخا کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام

إِبْرٰهِيْمَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۚ مَا كَانَ
ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا ہمارا کام

لَنَآ أَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ذٰلِكَ مِنْ
نہیں کہ شریک کریں اللہ کا کسی چیز کو یہ

فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ
فضل ہے اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٣٨﴾ يٰصَاحِبَيِ
بہت لوگ احسان نہیں مانتے ف اے رفیقو ۳۶ف

السِّجْنِ ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ
قید خانے کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر ہیں یا اللہ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٣٩﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ
اکیلا زبردست کچھ نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے

إِلَّآ أَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ أَنْتُمْ وَآبَآؤُكُمْ
مگر نام ہیں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے

مَّآ أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ إِنِ الْحُكْمُ
نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند حکومت نہیں ہے کسی

إِلَّا لِلّٰهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوْٓا إِلَّآ إِيَّاهُ ۚ ذٰلِكَ
کی سوائے اللہ کے اس نے فرما دیا کہ نہ پوجو مگر اسی کو یہی ہے

الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا
راستہ سیدھا پر بہت لوگ نہیں

يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٠﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ أَمَّآ أَحَدُكُمَا
جانتے اے رفیقو قید خانے کے ۳۷ف ایک جو ہے تم دونوں میں

موضح قرآن ف یعنی ہمارا اس دین پر رہنا سب خلق کے حق میں فضل ہے کہ ہم سے راہ سیکھیں۔

کو ایک دھمکی تھی کہ شاید وہ اس طرح نرم پڑ جائیں مگر اللہ کے برگزیدہ پیغمبر نے قید کو گناہ پر ترجیح دی۔ ۳۲ف حضرت یوسف علیہ السلام نے دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی، میرے آقا! جس گناہ کی یہ مجھے دعوت دے رہی ہیں اس سے مجھے قید ہوجانا زیادہ پسند ہے، میرے اللہ! اگر تو نے ان مکار عورتوں کے فریب سے مجھے نہ بچایا تو میرے دل میں ان کی رغبت پیدا ہوجائے گی اور میں نادانوں میں سے ہوجاؤں گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام قادر و متصرف نہ تھے اسی لئے وہ گناہ سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور دستگیری کے محتاج تھے۔ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ الخ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور عورتوں کے مکر سے ان کو بچالیا ثُمَّ بَدَا لَهُمْ الخ یہ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ کا بیان ہے عزیز

فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ
سو پلائے گا اپنے مالک کو شراب اور دوسرا جو ہے سو سولی دیا جائیگا
فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ
پھر کھائیں گے جانور اس کے سر میں سے فیصل ہوا وہ کام
الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾ وَقَالَ لِلَّذِيْ
جس کی تحقیق تم چاہتے تھے اور کہہ دیا یوسف نے اس کو جس
ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ
کو گمان کیا تھا کہ بچے گا ان دونوں میں میرا ذکر کرنا اپنے خاوند کے پاس
فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي
سو بھلا دیا اس کو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے پھر رہا
السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ ع ۵ / ۱۵
قید میں کئی برس ف اور کہا بادشاہ نے میں
اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ
خواب میں دیکھتا ہوں سات گائیں موٹی ان کو کھاتی ہیں سات
عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ
گائیں دُبلی اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی
يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ
اے دربار والو تعبیر کہو مجھ سے میرے خواب کی اگر
كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْٓا
ہو تم خواب کی تعبیر دینے والے بولے
اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ
یہ خیالی خواب ہیں اور ہم کو ایسے خوابوں کی

مصر نے جب شہر کی ہوا دیکھی تو اس نے اپنی بدنامی سے بچنے کے لئے کچھ عرصہ تک حضرت یوسف علیہ السلام کو قید کر دینے ہی میں مصلحت سمجھی۔ اَلْاٰيٰتِ حضرت یوسف علیہ السلام کی برارت کے دلائل و شواہد یا شہری ماحول اور حالات۔ حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے کہنے کے مطابق قید تو کر دئیے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے قید خانے میں ان کو ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھا۔ وہ اپنی خداداد خوبیوں، محاسن اخلاق، ظاہری اور باطنی کمالات کی وجہ سے جیل میں بھی عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ داروغۂ جیل نے ان سے کہہ دیا کہ میں آپ کو رہا کرنے کا اختیار نہیں رکھتا اس کے علاوہ جو بھلائی بھی مجھ سے ہوسکے گی میں کروں گا اور جیل میں آپ پر کوئی پابندی نہیں آپ ہر جگہ آجا سکتے ہیں۔ قال له عامل السجن یا فتی لو استطعت خلیت سبیلك ولکن سا حسن جوارك فكن فی ای بیوت السجن شئت (روح ج ۱۲ صفحہ ۲۴۰) ۳۳ف یہ ساتواں حال ہے۔ اسی اثنا میں شاہ مصر ریان بن ولید اپنے باورچی اور ساقی پر ناراض ہوگیا۔ وجہ یہ تھی کہ شاہ مصر کے دشمنوں نے اسے ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا اور شاہ کے باورچی اور ساقی کو رشوت دے کر کھانے اور شراب میں زہر ملا کر شاہ کو پلانے پر آمادہ کر لیا۔ بعد میں ساقی نادم ہوا اور اسنے زہر دینے سے انکار کر دیا لیکن باورچی اپنے عہد پر قائم رہا۔ جب کھانا اور شراب شاہ کے سامنے حاضر کیا گیا تو ساقی نے شاہ سے کہا کہ یہ کھانا مت کھائیے کیونکہ وہ زہر آلود ہے۔ اور باورچی نے شراب کے بارے میں یہی الفاظ کہہ دئیے شاہ نے دونوں کو جیل بھیج کر تحقیقات کا حکم دے دیا۔ ساقی نے خواب دیکھا کہ وہ انگور نچوڑ کر شراب بنا رہا ہے۔ اور باورچی نے خواب دیکھا کہ وہ سر پر روٹیاں اٹھائے ہے اور پرندے روٹیاں نوچ رہے ہیں۔ دونوں نے دیکھا کہ جیل کے قیدی حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنے خواب بیان کرتے ہیں اور وہ نہایت عمدہ تعبیر بیان فرماتے ہیں اس لئے انہوں نے بھی اپنا اپنا خواب ان کے سامنے بیان کیا اور کہا آپ بہت نیکدل اور صالح مرد معلوم ہوتے ہیں آپ ہمارے خوابوں کی بھی تعبیر بیان فرمائیں (روح و قرطبی وغیرہ) ۳۴ف حضرت یوسف علیہ السلام نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور خیال آیا کہ خوابوں کی تعبیر بیان کرنے سے پہلے ان کو مسئلہ توحید سمجھا دیں تاکہ تبلیغ کا حق بھی ادا ہوجائے اور ان کی صحبت کا حق بھی۔ چنانچہ دونوں سے فرمایا فکر مت کرو میں قبل اس کے کہ تمہارا کھانا تمہارے پاس پہنچے تمہارے خوابوں کی تعبیر تمہیں بتا دوں گا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ

موضح قرآن

ف فرمایا کہ ایک مارا جائے گا اسکو نہ کہا کہ تو ہے یہ خلق نیک سے۔ اللہ نے فرمایا کہ اسکو اٹکلا کہہ بچے گا، معلوم ہوا کہ تعبیر خواب یقین نہیں تو اٹکل ہے مگر پیغمبر جو اٹکل کرے سو نیک ہے حضرت یوسف نے اسباب کی سعی کی کہ میرا ذکر کریو بادشاہ پاس وہ بھول گیا تا پیغمبر کا دل اسباب پر نہ ٹھہرے، کئی برس رہے قید میں اکثر لوگ کہتے ہیں سات برس رہے۔

یہ تعبیر کا علم ان علوم ومعارف میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے ہیں اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ الخ یہ ماقبل کے لئے بمنزلۂ علت ہے ان اللہ خصہ بھذا العلم لانہ ترك ملة قوم لا یؤمنون باللہِ الخ (قرطبی ج ۹ ص ۱۹۱) اللہ تعالیٰ نے یہ علوم ومعارف مجھے اس لئے عطا فرمائے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کا دین وملت ابتدا ہی سے قبول نہیں کیا جو خدائے واحد پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ **۳۵** اور میں اپنے آبار کرام حضرت ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کی ملت حنیفیہ کا پیرو اور متبع ہوں جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے جو دنیا میں اللہ کی توحید پھیلانے اور دنیا سے شرک کو مٹانے آئے تھے اس لئے ہمارے تو یہ شایانِ شان ہی نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کریں۔ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ الخ یہ توحید ہم پر اور دوسرے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے مگر اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور شرک سے باز نہیں آتے یعنی ان اکثرھم لا یشکرون اللہ علی ھٰذہ النعم التی انعم بھا علیھم لانھم ترکوا عبادتہ و عبدوا غیرہ (خازن ج ۳ ص ۲۸۴) **۳۶** اب جیل کے دونوں ساتھیوں کو حکیمانہ انداز میں اسلام کی دعوت دی اور فرمایا تم خود ہی اپنی خداداد عقل سے سوچو کہ بہت سے خدا اچھے ہیں جن کے سامنے زانوئے عبودیت تہ کرے اور جن کے سامنے سرِ نیاز مندی جھکائے اور جن سے اپنی حاجتیں مانگے یا صرف ایک خدا اچھا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور ساری کائنات پر قاہر ہے؟ بالفاظ دیگر بہت سے بیچارے اور عاجز معبودوں کی محتاجی بھلی یا ایک قادر وتوانا خدا کی؟ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ الخ اللہ کے سوا جن معبودوں کو تم کارساز اور متصرف ومختار سمجھ کر پکارتے ہو یہ سب تمہارے اور تمہارے آبار واجداد کے خود ساختہ ہیں تم لوگوں نے ان کو بلا دلیل وحجت معبود بنا رکھا ہے ان کے معبود ہونے پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی ای سمیتم مالا یستحق الالٰھیة اٰلھة ثم طفقتم تعبدونھا (مدارک ج ۲ ص ۱۷۱) اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اور دین کے معاملے میں اور اس بارے میں کہ کون عبادت اور پکار کا مستحق ہے فیصلہ دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے ای ما الحکم فی شأن العبادة المتفرعة علی تلك التسمیة وفی صحتھا الا للہ (روح ج ۱۲ ص ۲۴۵) جب یہ فیصلہ کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے تو اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ اس نے حکم دیدیا اور فیصلہ فرمادیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے اور حاجات میں کسی اور کو نہ پکارا جائے کیونکہ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکارے جانے کے لائق نہیں۔ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ یہی یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پکار ہی دین قیم اور مضبوط ومحکم ملت ہے جو دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ سے ثابت ہے۔ الثابت الذی دلت علیہ البراھین العقلیة والنقلیة (روح ج ۱۲ ص ۲۴۵) **۳۷** دونوں قیدیوں کو دعوتِ اسلام دینے اور ان پر مسئلہ توحید واضح کرنے کے بعد ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی کہ ان میں سے ایک یعنی ساقی دوبارہ دربارِ شاہی میں اپنی ملازمت پر بحال ہو جائے گا اور اپنے آقا کو شراب پلانے کی خدمت انجام دے گا کیونکہ اس کا جرم ثابت

الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِیْ
تعبیر معلوم نہیں اور بولا وہ جو ف۴۸
نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا
بچا تھا ان دونوں میں سے اور یاد آ گیا اس کو مدّت کے بعد میں
اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ یُوْسُفُ
بتاؤں تم کو اس کی تعبیر سو تم مجھ کو بھیجو ف۱ جا کر کہا اے یوسف
اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ
اے سچے حکم دے ہم کو اس خواب میں سات گائیں
سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ
موٹی اور ان کو کھائیں سات دُبلی اور سات
سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْۤ
بالیں ہری اور دوسری سوکھی تاکہ
اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾
جاؤں میں لوگوں کے پاس شاید ان کو معلوم ہو ف۲
قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا فَمَا
کہا تم کھیتی کرو گے سات برس جم کر ف۴۹ سو جو
حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا
کاٹو اس کو چھوڑ دو اس کی بال میں مگر تھوڑا سا
مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
جو تم کھاؤ پھر آئیں گے اس کے بعد
سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ
سات برس سختی کے کھا جائیں گے جو رکھا تم نے ان کے واسطے

۴۸ بیان اندماج یعنی بادشاہ نے اسے یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا تو اس نے ان سے ملاقات کر کے ان سے عرض کیا الخ ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی تیری قدر معلوم ہو۔

فتح الرحمٰن ف۱ پس بسوئے یوسف فرستادند و ملاقات کرد ۱۲۔

نہیں ہوسکے گا۔ لیکن دوسرا یعنی شاہ کا باورچی مجرم ثابت ہوگا اس لئے اسے سولی پر لٹکایا جائے گا اور پرندے اس کا بھیجا نوچ کھائیں گے۔ قُضِیَ الْاَمْرُ الخ تمہارے خوابوں کی جو تعبیر میں نے بیان کی ہے وہ لامحالہ ہوکر رہے گی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مذکورہ تعبیر وحی سے بیان کی تھی یا علم تعبیر کی بنا پر۔ آپ چونکہ نبی تھے اس لئے آپ کی تعبیر اٹل تھی انہما لمّا سألاہ عن ذلک المنام صدقا فیہ او کذبا فان اللہ تعالٰی اوحی الیہ ان عاقبۃ کل واحد منہما تکون علی الوجہ المخصوص فلما نزل الوحی بذلک الغیب عند ذلک السؤال وقع فی الظن انہ ذکرہ علی سبیل التعبیر (کبیر ج ۱۸ ص ۱۴۳)

اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ
مگر تھوڑا سا جو روک رکھو گے بیج کے واسطے پھر آئے گا اس کے
ذٰلِکَ عَامٌ فِیْہِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْہِ یَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾
پیچھے ایک برس اس میں مینہ برسے گا لوگوں پر اور اس میں رس نچوڑیں گے ف۱
وَقَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِہٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَہُ الرَّسُوْلُ
اور کہا بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس پھر جب پہنچا اس کے پاس بھیجا ہوا آدمی
قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسْئَلْہُ مَا بَالُ النِّسْوَۃِ
کہا ف۲ لوٹ جا اپنے مالک کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے ف۳ ان عورتوں
الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَہُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِہِنَّ عَلِیْمٌ ﴿۵۰﴾
کی جنہوں نے کاٹے تھے ہاتھ اپنے میرا رب تو ان کا فریب سب جانتا ہے ف۴
قَالَ مَا خَطْبُکُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ
کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلایا یوسف کو اس کے
نَّفْسِہٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْہِ مِنْ
نفس کی حفاظت سے بولیں حاش للہ ہم کو معلوم نہیں اس پر کچھ
سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ
برائی بولی عورت عزیز کی اب کھل گئی
الْحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ وَاِنَّہٗ
سچی بات میں نے پھسلایا تھا اس کو اس کے جی سے اور وہ
لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِکَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْہُ
سچا ہے ف۵ یوسف نے کہا یہ اس واسطے کہ عزیز معلوم کر لیوے کہ میں نے اس کی چوری نہیں کی
بِالْغَیْبِ وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ﴿۵۲﴾
چھپ کر ف۶ اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا فریب دغا بازوں کا

ع ۶
۱۶

۳۸ ظن بمعنی علم و یقین ہے کیونکہ تعبیر ذریعہ وحی بیان کی گئی تھی۔ ۳۹ یہ آٹھواں حال ہے۔ شاہ مصر نے خواب میں دیکھا کہ سات دبلی پتلی گائیں دوسری سات موٹی گائیوں کو کھا گئی ہیں اسی طرح اس نے سات تر و تازہ خوشے دیکھے جو دوسرے سات خشک خوشوں پر لپٹ گئے ہیں۔ شاہ مصر اس خواب سے گھبرایا اور صبح شہر کے علماء، کاہنوں اور نجومیوں کو بلا کر ان کے سامنے اپنا خواب بیان کیا اور ان سے کہا کہ اس کی تعبیر بیان کرو۔ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ان میں سے کسی کی سمجھ میں اس کی تعبیر نہ آئی اس لئے اسے خواب پریشان کہہ کر ٹال دیا اور کہا کہ خیال پریشان ہے یہ خواب ہے ہی نہیں اس لئے اس کی کوئی تعبیر نہیں۔ ۴۰ امۃ مدت طویلہ مراد ہے بعد مدۃ طویلۃ الخ (مدارک ج ۲ ص ۱۷۱) ساقی جب الزام زہر خورانی سے بری ہو کر قید سے آزاد کر دیا گیا تو اسے حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے بادشاہ سے ذکر کرنا یاد نہ رہا اور اس پر ایک عرصہ گذر گیا یہاں تک کہ شاہ مصر کے خواب کا معاملہ پیش آیا اور سب اہل علم و خرد اس کی تعبیر سے عاجز ہوگئے تو ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے اس نے کہا ٹھہرو اس کی تعبیر میں ابھی لے کر آتا ہوں فَاَرْسِلُوْنِ یعنی مجھے قید خانے میں داخل ہونے کا خاص اجازت نامہ دے کر بھیجو۔ ۴۱ اس سے پہلے اندماج ہے یعنی پھر انہوں نے ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا اور اس نے جا کر شاہ مصر کا خواب ان کے سامنے بیان کیا فی الکلام حذف ای فارسلوہ فاتاہ فقال یا یوسف الخ (روح ج ۱۲ ص ۲۵۴) اَیُّہَا الصِّدِّیْقُ اے بہت ہی سچ بولنے والے۔ ساقی قید خانے میں چند دن حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہ کر نیز اپنے خواب کے معاملہ میں ان کی سچائی کا تجربہ کر چکا تھا اس لئے ان کو لقب صدیق سے خطاب کیا۔ ۴۲ حضرت یوسف علیہ السلام نے شاہ مصر کے خواب کی تعبیر اس طرح بیان فرمائی کہ پہلے سات

موضح قرآن ف۱ رس نچوڑنا واسطے شراب سازکے فرمایا اور سات برس کا ذخیرہ بال میں رکھوایا تا زمین میں گل نہ جاوے سات برس قحط ہوگا جب تک پورا پڑے ف۲ وہی قصہ یاد دلایا ہے کہ وہ عورتیں شاہد ہیں بادشاہ پوچھے تو وہ قصہ کھول دیں کہ تقصیر کس کی ہے ف۳ یوسف نے سب کا فریب فرمایا اس واسطے کہ ایک کا فریب تھا اور سب اس کی مددگار تھیں اور فریب والی کا نام نہ لیا حق پرورش کو اور بادشاہ نے پوچھا تم نے پھسلایا تھا اس واسطے کہ وہ جانیں بادشاہ خبر رکھتا ہے پھر جھوٹ نہ بولیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ بادشاہ این تعبیر شنیدہ مشتاق ملاقات یوسف گشت و یوسف علیہ السلام مدتی توقف نمود تا برارت ذمہ اش ظاہر گردد ۱۲ ف۲ یعنی شہادت براقرار زلیخا بعفت یوسف پوشیدہ اند ۱۲۔